رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک ۔ سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا (الہام مسیح موعود)

جلد ۶ | ۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء | شنبہ | ۲۵ جمادی الاخری ۱۳۳۷ھ | نمبر ۷۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح ص۱ ۔ شرائط مباحثہ و مناظرہ کے متعلق نہایت ضروری اعلان ص۱
نظم ص۳ ۔ احمدیہ جماعت کا سالانہ جلسہ ص۳
اعلان ضروری ص۸
سالانہ جلسہ پر غیر مبایعین کی آمد ص۹
خطبہ جمعہ (انعام الٰہی کے دروازے بند نہ کرو) ص۱۱
شیعہ باش ہر چہ خواہی کن ص۱۲
انگلستان میں تبلیغ اسلام ص۱۳
غیر احمدیوں کے بعض مشہور اعتراضات کا جواب ص۱۴
بقیہ مضمون ص۹ ص۱۵
کابل کے حالات ص۱۶

مدینۃ المسیح

۲۸ - اپریل خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا۔ کہ گو مجھے ابھی پوری صحت نہیں ہوئی تاہم تعلیم القرآن چونکہ نہایت ضروری امر ہے اور باہر سے آنے والے اصحاب کا اس سے مستفیض ہونا ضروری ہے اس لئے فی الحال ہفتہ میں تین بار درس دیا جائیگا ایک دن مستورات میں جو ہفتہ کو ہوگا۔ اور دو دن مردوں میں جو پیر اور بدھ کو ہوگا۔

ہائی سکول کا سالانہ امتحان ختم ہو گیا ہے۔ اور طلباء رخصتوں پر ہیں۔

اسی اخبار میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف سے

شرائط مباحثہ و مناظرہ کے متعلق

نہایت ضروری اعلان

نہایت رنج اور افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض مقامات کے لوگ خود بخود مباحثہ اور مناظرہ کے ایسے شرائط تجویز کر لیتے ہیں۔ جو نہ صرف خلاف علم و عقل ہوتے ہیں۔ بلکہ اسلام پر بھی اُن سے سخت زد پڑتی ہے۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کی اس قسم کی تجویز کردہ شرائط کا بوجھ علمائے سلسلہ پر پڑے یہ ایک نہایت خطرناک جرأت ہے جس سے ہماری جماعت کے ہر ایک فرد کو بچنا چاہئے

اور کسی مباحثہ یا مناظرہ کے شرائط اپنے طور پر طے نہیں کرنے چاہئیں۔ کیونکہ اس قسم کے معاملات کو منتظمین مرکز ہی اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ دوسروں کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے۔ کہ اپنے طور پر خلاف شریعت شرائط طے کر کے۔ ان کا پابند علماء کو قرار دیں۔ حال ہی میں ایک مقام پر اسی قسم کی حرکت سرزد ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو خط لکھا ہے۔ وہ ذیل میں اس لئے درج کیا جاتا ہے کہ آئندہ کے لئے تمام لوگ بہت محتاط رہیں۔ اور اس قسم کی حرکات سے اپنے آپ کو گناہ گار نہ بنائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خط یہ ہے۔۔

آپ کی طرف سے شرائط مباحثہ ملے قرآن

کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فیصلہ خدا کا منظور ہو سکتا ہے۔ نہ کسی اور کا۔ فروعات میں تو غیر شخص فیصلہ کر سکتا ہے۔ لیکن ایمانی اور اصولی معاملات میں کسی شخص کا فیصلہ ہرگز مانا نہیں جا سکتا۔ نہ میں ایک منٹ کے لئے کسی ایسے مباحثہ کا خیال اپنے دل میں آنے دے سکتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود نے صرف فروعی امور میں ایسے فیصلوں کو تسلیم کیا ہے۔ اصولی معاملہ میں کبھی اپنے دعوے یا اسلام کی صداقت کے لئے حکم تسلیم نہیں کیا۔ پس ایسے ایمانی معاملہ میں ایک منٹ کے لئے بھی میں ایسی شرط کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں اگر سب کی سب جماعت احمدیہ دنیا کے ہر ایک گوشہ کی ایسے امر پر مرتد ہونے کے لئے تیار ہو۔ (نعوذ باللہ) تو میں اس کے ارتداد کو نہایت فرحت اور خوشی سے قبول کرونگا۔ مگر مسیح موعود کی صداقت یا اسلام کی حقانیت کے متعلق زید اور بکر کی رائے کو حکم بنانے کے لئے تیار نہیں ہونگا اور ہرگز نہیں ہونگا۔ آپ لوگوں نے گناہ کیا ہے اور سخت گناہ کیا ہے۔ بلکہ اپنے ایمانوں پر اپنے ہاتھوں سے تبر چلایا ہے۔

خاکسار۔ مرزا محمود احمد

اطلاع ضروری

اگلا نمبر ان خریداروں کے نام وی پی ہوگا۔ جن کا چندہ الفضل ماہ فروری و مارچ میں ختم ہے

(مینجر الفضل)

نظم

آئینہ جمال احمدی

ہتک کرتے تھے ختم الانبیاء کی امتی ہوکر ... مسلماں رہ گئے تھے محو دنیا سے دنی ہوکر
غلام احمدؐ جب آئے مہدیٔ دین نبیؐ ہوکر ... بنے تھے دشمنِ دیں مولوی بھی مولوی ہوکر
حقیقت ہوگئی روشن سراپا روشنی ہوکر

بگڑ جاتے ہو ذکر موت پر بے وجہ دیوانو ... حیاتِ ابن مریم کے عبث قائل ہو نادانو
تو ہرگز حضرت عیسیٰ کو پھر زندہ نہ تم مانو ... اگر منشائے کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ پہچانو
ہدایت کی ہے مہدی نے یہی ظل نبی ہوکر

انھیں کیا ہوگیا یہ کیوں نہیں خالق سے ڈرتے ہیں ... حیات حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ پر جو مرتے ہیں
غرض عیسائیوں کی یہ جو تائید کرتے ہیں ... جو کچھ آجائے منہ میں بے تکلف کہہ گذرتے ہیں
یہ بے دینی محمد مصطفےؐ کے امتی ہوکر

بدلنا چاہتے ہیں آپ کیا اللہ کی عادت ... توفی کے غلط معنی جو فرماتے ہیں ای حضرت
اگر ہو بات ہی حیرت کی تو پھر کیوں نہ ہو حیرت ... نہیں اس لفظ کو واللہ جینے سے کوئی نسبت
فلک پر ابن مریم جا بسے ہیں آدمی ہوکر

نصاریٰ کی طرح کیوں غل مچاؤ مولوی صاحب ... کسی کو آسماں پر کیوں چڑھاؤ مولوی صاحب
مگر بہرِ خدا یہ تو بتاؤ مولوی صاحب ... جواب اس کا نہ بن آئے تو جاؤ مولوی صاحب
کلام اللہ کیوں چھوڑا ہے تم نے مولوی ہوکر

کوئی تو پیشگوئی ماسبق کی ایسی بتلاؤ ... ذرا تو مولوی صاحب خدارا دل میں شرماؤ
صحابہ نے جسے ظاہر پہ سمجھا ہو وہ سمجھاؤ ... کہیں تو مہدی خونی کا نقشہ یارو دکھلاؤ
یہ بیہودہ عقیدہ منتی و منطقی ہوکر

مسلمانوں سے کیوں راز حقیقت کو چھپایا ہے ... غلام احمدؐ مرسل پہ جو فتوے لگایا ہے
ذخیرہ کو بطالت کا ذخیرہ کیوں بنایا ہے ... نہیں خوفِ خدا بھی مولوی صاحب کچھ آیا ہے
بریلی میں رہو گے کیا ابھی تک پیر جی ہوکر

بھنور میں اپنی کشتی اپنے ہی ہاتھوں ڈبو بیٹھے ... خدا کا دین دنیا کی طلب میں آپ کھو بیٹھے
مگر حق تو یہی ہے حق سے بالکل ہاتھ دھو بیٹھے ... بظاہر زعم باطل سے کہیں ہم حق کے ہو بیٹھے
سراسر ہوگئے حیوان سیرت آدمی ہوکر

جسے تم کافر و دجال ٹھہراتے ہو نادانو ... جسے تم دشمنِ ایماں سمجھتے ہو مسلمانو
ذرا اس سنت اللہ پر کرو غور اور پہچانو ... اگر اس کی حقیقت جاننی چاہو تو یوں جانو
مخالف ہوگئے سب کوئی جب آیا نبی ہوکر

اسی منہاج پر مہدیؑ غلام احمدؐ کو ٹھہرایا ... سراپا انبیاء سے ماسبق کا جبکہ یہ پایا
بحمد اللہ اس نے ہم پر ایسا فضل فرمایا ... کہیں کیا اے اثر ایمان لا کر کیا مزا آیا
کہ ہم نے دیکھ لی شان محمدؐ احمدی ہوکر

(خاکسار محمد عزیز اللہ خاں اثر شاہجہانپوری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۹ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

بابت سنہ ۱۹۱۸ء

(جو مارچ سنہ ۱۹۱۹ء میں منعقد ہوا)

جلسہ کا دوسرا دن
(۱۶ - مارچ کی کارروائی)

پہلا اجلاس

اس دن کے پہلے اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب مولوی علی احمد صاحب ایم - اے پروفیسر بھاگلپور کالج ۹ بجے شروع ہوئی - تلاوت قرآن کریم حکیم احمد حسین صاحب لائلپوری نے کی اور نظم بھی انہوں نے ہی پڑھی -

صدر اجلاس کی تقریر

صدر جلسہ نے اپنی مختصر افتتاحی تقریر میں فرمایا کہ حضرات جو مضمون اب آپ صاحبوں کے سامنے پیش ہوگا - وہ کسی خوش بیان مقرر کی تقریر نہ ہوگی بلکہ یہ ایک ایسا مضمون ہوگا جسے خشک کہا جا سکتا ہے مگر اس کا توجہ اور غور سے سننا آپ لوگوں کے لئے نہایت ضروری اور لازمی ہے - کیونکہ یہ مضمون جو مختلف صیغہ جات کی رپورٹیں ہیں - آپ کو بتائینگی کہ آپ کے سامنے کیا کیا کام ہیں - اور آپ نے کس قدر کام کیا ہے - اور ابھی کس قدر کرنا باقی ہے - یہ رپورٹیں محاسبہ وغیرہ سے متعلق ہونگی - اور ان سے آپ کو معلوم ہوگا - کہ آپ نے کیا ترقی کی ہے آپ کا کام کہاں کہاں اثر پہنچا ہے - دنیا کے کس کس حصہ میں آپ نے حضرت مسیح موعود کا پیغام پہنچایا ہے ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پنجاب کے لئے ہی نہ تھے - اور نہ صرف ہندوستان کے لئے تھے - بلکہ آپ کا ظہور اور آپ کی بعثت تمام جہان کے لئے تھی - لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے کس قدر دنیا کو حضرت مسیح موعود کی بعثت سے مستفیض ہونے کی دعوت دی ہے - آپ لوگ ان رپورٹوں کو غور اور توجہ سے سنیں - ہم میں سے بہت ہیں جنہوں نے بہت کچھ کیا - لیکن جو کچھ ان کو کرنا ہے وہ بہت ہی زیادہ ہے - ہماری تعداد ساٹھ لاکھ سے زیادہ ہے - اگر ہر ایک شخص سال میں ایک ایک پیسہ بھی دے - تو غور فرمائیں - کہ ہمارا چندہ کہاں سے کہاں پہنچ جائے - امید ہے - کہ آپ لوگ توجہ کے ساتھ ان باتوں کو سنیں گے - جو آپ کے سامنے پیش کی جائینگی - اب میں جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب سکرٹری صدر انجمن احمدیہ سے درخواست کرتا ہوں کہ رپورٹ سنائیں -

صدر انجمن احمدیہ کی رپورٹ

پریزیڈنٹ صاحب کی تقریر کے بعد جناب سکرٹری صاحب نے یکم - اکتوبر سنہ ۱۹۱۷ء لغایت ۳۰ - ستمبر سنہ ۱۹۱۸ء تک کی صدر انجمن احمدیہ کی مطبوعہ رپورٹ کے ضروری ضروری مقامات پڑھ کر سنائے جو احباب کی آگاہی کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں -

صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ۳۰ - ستمبر کو ختم ہوتا ہے - ہر سال یکم اکتوبر سے ۳۰ ستمبر کی رپورٹ جلسہ سالانہ میں سنائی جاتی ہے - بنا برین اگرچہ جلسہ سالانہ بجائے دسمبر سنہ ۱۹۱۸ء کے مارچ سنہ ۱۹۱۹ء میں ہوتا ہے - یہ رپورٹ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۱۷ء سے ۳۰ - ستمبر سنہ ۱۹۱۸ء تک کی ہے -

مجلس معتمدین اس سال کے شروع میں حسب ذیل اصحاب اس مجلس کے اراکین تھے -

(۱) حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے جائنٹ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز -
(۲) حضرت مولوی شیر علی صاحب بی - اے ایڈیٹر ریویو
(۳) حضرت سید محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل پروفیسر مدرسہ احمدیہ -
(۴) حضرت سید میر محمد اسمٰعیل صاحب ایل - ایم ایس سول اسسٹنٹ سرجن پنجاب -
(۵) حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پروفیسر اعلیٰ مدرسہ احمدیہ -
(۶) حضرت سید میر حامد شاہ صاحب سب رجسٹرار سیالکوٹ مرحوم -
(۷) ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ایل - ایم ایس محاسب و میڈیکل ایڈوائزر قادیان -
(۸) جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب وکیل سیالکوٹ
(۹) جناب مولوی میر محمد سعید صاحب رئیس حیدرآباد دکن
(۱۰) جناب ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب سب اسسٹنٹ سرجن پنشنر امرتسر -
(۱۱) جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب سب اسسٹنٹ سرجن گوڑیانی -
(۱۲) جناب میاں چراغ الدین صاحب پنشنر اکونٹنٹ و رئیس لاہور -
(۱۳) حضرت نواب محمد علیخاں صاحب دارالسلام قادیان
(۱۴) سید محمد احسن صاحب امروہی -

دوران سال میں حضرت نواب محمد علی خاں صاحب نے استعفا ممبری مجلس معتمدین سے دیا - اور انجمن نے بہت افسوس سے ان کا استعفاء ۱۳ - مارچ سنہ ۱۹۱۸ء کے اجلاس میں منظور کر لیا حضرت

نواب صاحب سابقین اولین میں سے ہیں۔ اور آپ کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان کو سلسلہ حقہ کی تائید کے لئے بہت مدت تک زندہ رکھے۔ آمین۔

۳۰۔ اپریل ۱۹۱۸ء کے اجلاس میں سید محمد احسن صاحب امروہی کو آپ صاحبان کی تحریک کی بنا پر جو آپ نے جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۱۷ء میں کی جس کے وجوہات سب کو معلوم ہیں۔ صدر انجمن نے ممبری مجلس معتمدین سے خارج کر دیا۔ اور ریزولیوشن نمبر ۲۴۵ مورخہ ۱۰۔ جون ۱۹۱۸ء سے جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے۔ احمدی مشنری لنڈن و جناب مفتی محمد صادق صاحب ایم۔ آر۔ اے۔ ایس۔ ایف۔ ایس۔ سی احمدی مشنری لنڈن کو ممبر مجلس معتمدین مقرر کیا۔

عہدہ داران مجلس۔ میر مجلس یعنی پریزیڈنٹ شروع دو سال میں حضرت مرشدنا و سیدنا عالیجناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی ادام اللہ برکاتہم اس مجلس کے پریزیڈنٹ تھے مگر چونکہ حضور اپنی مصروفیت کے باعث مدت سے اجلاسوں میں تشریف نہ لا سکتے تھے۔ اس لئے بروئے بائی لاز ہر ایک اجلاس کے وقت ایک ممبر وقتی میر مجلس مقرر کر لیا جاتا تھا۔ مگر یکم جنوری ۱۹۱۸ء سے مجلس نے بروئے ریزولیوشن نمبر ۴۸۶ حسب ارشاد حضرت صاحب سلمہٗ حضرت نواب محمد علی خاں صاحب کو ۱۹۱۸ء کے لئے اپنا میر مجلس مقرر کر لیا۔ مگر چونکہ حضرت نواب صاحب ۱۳۔ مارچ ۱۹۱۸ء سے ممبری مجلس سے مستعفی ہو گئے اس لئے اس تاریخ سے حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے پریزیڈنٹ اس مجلس کے مقرر ہوئے

جنرل سکرٹری سال ۱۹۱۷ء میں حضرت نواب صاحب جنرل سکرٹری اس مجلس کے تھے یکم جنوری ۱۹۱۸ء سے حضرت سید محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل پروفیسر مدرسہ احمدیہ جنرل سکرٹری مقرر ہوئے۔ مگر یکم اکتوبر ۱۹۱۸ء سے ہی حضرت میر صاحب بطور قائم مقام کام کر رہے تھے۔ اور ۲۳۔ جولائی ۱۹۱۸ء تک کرتے رہے۔ ازاں بعد جناب مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر ہائی سکول اس عہدہ پر مقرر ہوئے اور ان کے رخصت جانے پر حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب پروفیسر اعلیٰ مدرسہ احمدیہ ۴ ستمبر ۱۹۱۸ء سے اس عہدہ پر ممتاز ہوئے۔

مشیر قانونی دوران سال جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی بیرسٹر ایٹ لا۔ اور ایڈیٹر رسالہ انڈین کیسز لاہور اس عہدہ پر مقرر رہے۔

کارگزاری مجلس مجلس معتمدین نے سال زیر رپورٹ میں ۱۲۔ اجلاس کئے۔ جن میں ۷۲۰ معاملات پر بحث کر کے ۷۳۰ ریزولیوشن پاس کئے ان معاملات سے چند اہم معاملات یہ ہیں

ا۔ صادق لائبریری یعنی احمدیہ لائبریری قادیان کے قواعد بعد ترمیم مکمل ہوئے اور زیر انتظام صدر انجمن بہت خوبی سے اس میں کام ہو رہا ہے

ب دار العلوم میں جو ہسپتال آپ ملاحظہ فرماتے ہیں اس کے واسطے بہت محنت اور تکلیف سے مکرم حضرت میر ناصر نواب صاحب مدظلہ نے کچھ روپیہ جمع کیا تھا۔ مگر سال زیر رپورٹ میں صدر انجمن نے اپنے سٹور سے کچھ اشیاء مہیا کیں زمین بھی انجمن کی طرف سے دی گئی اور کچھ روپیہ بھی۔ مگر اس کا کام ابھی تک باقی ہے۔ ہال کی چھت ابھی نہیں پڑی امید ہے کہ محاسب صاحب اپنی اپیل میں ہسپتال کو نہ بھولیں گے۔ اگر وہ بھول بھی جائیں تو آپ چندہ دیتے وقت خصوصاً وہ صاحبان جو اس فن سے دلچسپی رکھتے ہیں اس وارڈ کی تکمیل کو نہ بھولیں۔ بعض احمدی دور سے یہاں علاج کے واسطے آتے ہیں۔ مثلاً افغانستان سے ایک پٹھان کچھ دن ہوئے آیا میں نے اسی ہسپتال میں ایک اپریشن بھی کیا مگر بعد اپریشن کے بسبب چھت اور دیگر سامان نہ ہونے کے اس کو شہر کی گندی آب و ہوا میں لیجانا پڑا۔

ج اراضی جو توسیع مہمان خانہ کے واسطے مابین لنگر خانہ و مہمان خانہ خریدی گئی تھی۔ اس کی زر قیمت کی منظوری اور ادائیگی سال زیر رپورٹ میں ہوئی۔

مسجد اقصیٰ جس کو بڑی مسجد بھی کہتے ہیں اس کی توسیع قیام انجمن سے زیر نگرانی انجمن ہو رہی ہے۔ اس سال بھی اس کے قریب قریب دو زمین کے ٹکڑے انجمن نے خریدے ہیں ایک ڈپٹی صاحب کے مکان کے قریب بطرف جنوب دوسرے مسجد کی شرقی سیڑھیوں کے قریب ٹوٹے ہوئے مکان کی زمین کا ایک حصہ یعنی مسجد کے جنوب شرق کی طرف جس سے انشاء اللہ مسجد کی اس کونہ کی کمی دور ہو جائے گی۔

مقبرہ بہشتی کی توسیع کا خیال بھی انجمن کو برابر رہتا ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کے لئے بھی ایک زمین کی اس سال میں قیمت ادا کی گئی۔

د۔ بجٹ سال ۱۹۱۷-۱۸ء جس کا ۳۰۔ ستمبر ۱۹۱۷ء سے پہلے پہلے پاس ہو جانا بموجب قواعد کے ضروری تھا بسبب اراکین مجلس کے قادیان سے غیر حاضر ہونے کے تاریخ مقررہ پر پیش نہ ہو سکا۔ اس واسطے سال زیر رپورٹ میں مجلس نے اس پر غور کر کے اس کو پاس کیا۔

ہ مدرسہ ہائی یعنی تعلیم الاسلام کا ہال غیر مکمل پڑا تھا۔ اس کے واسطے بھی انجمن نے اس سال روپیہ منظور کیا۔ اور کام شروع ہو گیا۔ الحمد للہ کہ دروازے لگ چکے ہیں۔ باقی کام انشاء اللہ خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور احباب کی امداد سے مکمل ہو جائیگا۔

و جب ریفارم سکیم گورنمنٹ میں پیش ہو رہے تھے۔ اسوقت حضرت سیدنا و مولانا خلیفۃ المسیح ثانی ادام اللہ برکاتہم کی فراست اس امر کو معلوم

گرگئی کہ ایسے موقعہ پر خاموش بیٹھنا اور دنیا کے انتظام سے ایسا الگ ہو جانا گویا کہ اس دنیا کے ہم باشندے ہی نہیں ہیں۔ مناسب نہیں ہے۔ بلکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس امر میں خلقت خدا کی بہبودی ہو اس میں حصہ لینا اور برٹش گورنمنٹ جس کے سایہ عاطفت میں ہم رہتے ہیں اور جس کے احسان ہم پر بہت ہیں۔ اور ہم لوگ اپنے دین کی اشاعت امن سے کر رہے ہیں اس گورنمنٹ عالیہ کے مشکل وقتوں میں نیک نیتی سے مشورہ دینا عین فرض احمدیوں کا ہے ان امور کو مدنظر رکھ کر حضرت صاحب نے ایک سکیم تیار فرمائی اور انجمن کے چند اراکین اور دیگر احباب کے ہمراہ خود دہلی تشریف لے گئے۔ اور جناب معلی القاب سکرٹری آف سٹیٹ بہادر بالقابہ و حضور وائسرائے و گورنر جنرل بالقابہ سے ملاقات کی جس کا نتیجہ خدا کے فضل و کرم سے اچھا ہوا اور حضور کی رائے کو بہت پسند کیا گیا۔ فالحمد للہ۔ صدر انجمن نے اس وفد کے خرچہ کے واسطے سولہ سو روپیہ منظور کیا۔

ز۔ ملازمین انجمن کی مدت سے شکایت تھی کہ اب اس انجمن کو قائم ہوئے ۱۴ سال ہو گئے ہیں۔ مگر ملازمین کی نہ پنشن کا انتظام ہے۔ اور نہ تنخواہیں اتنی زیادہ ہیں کہ کچھ پس انداز ہو کر اہل و عیال کے واسطے کچھ انتظام ہو سکے۔ انجمن نے آخر اپنے ملازمین کا ایثار اور ان کی محنت کا خیال کر کے فیصلہ کیا کہ ایک پراویڈنٹ فنڈ قائم کی جاوے جس میں ایک آنہ فی روپیہ ملازم دے۔ اور اتنا ہی ہوار انجمن ادا کرے اور بعد وفات یا الگ ہونے ملازم کے اس کو یا اس کے ورثاء کو دیا جائے۔ اور اگر کچھ منافع بھی اس روپیہ کی تجارت سے حاصل ہو وہ بھی ساتھ دیا جائے۔ سو الحمد للہ کہ اس سال میں اس کے لئے قواعد مرتب و مکمل ہو کر یکم اکتوبر ۱۹۱۶ء سے اس پر عمل درآمد شروع ہو گیا ہے۔

ح انتظام جلسہ سالانہ منعقدہ دسمبر ۱۹۱۶ء

حضرت نبی برحق مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد جلسہ سالانہ کا انتظام صدر انجمن کے سپرد حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کر دیا تھا سو الحمد للہ کہ ۱۹۱۶ء کے دسمبر میں بھی صدر انجمن کے خرچ اور انتظام سے یہ جلسہ منعقد ہوا جو بہت شاندار جلسہ تھا۔ قریباً ایک ہفتہ تک اجتماع احباب رہا۔ اور قریباً آٹھ ہزار روپیہ خرچ ہوا۔

اس کے بعد بتایا گیا کہ شاخہائے صدر انجمن کی تعداد ۲۲۹ تک پہنچ چکی ہے۔ اخیر میں لاہور اور فیروزپور کی انجمنوں کی رپورٹیں بطور نمونہ پڑھ کر سنائی گئیں۔ تاکہ اسی طرح دوسری انجمنوں کے سکرٹری صاحب بھی اپنی اپنی انجمن کی سالانہ رپورٹ مرتب کر کے بھیجا کریں۔

محکمہ ہائے نظارت کے ناظر اعلیٰ کی رپورٹ

اس کے بعد حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے نے بحیثیت ناظر اعلیٰ محکمہ ہائے نظارت کے متعلق رپورٹ سنائی اور بتایا کہ کیا وجوہ پیدا ہوئے جن کے باعث یہ محکمے قائم ہوئے۔ نیز صیغہ تالیف و اشاعت کی رپورٹ سنائی اور بتایا کہ اس کے دائرہ عمل میں تمام مخالفانہ لٹریچر کی فراہمی۔ اور اس کا جواب دینا ہے۔ اس وقت تک جس قدر مضامین اس صیغہ کی طرف سے لکھے۔ اور جس قدر رسائل کے متعلق لمبے لمبے خطوط باہر بھیجے گئے سب کی تفصیل سنائی۔ اس صیغہ کے نائب ناظر خان محمد عبد اللہ خاں صاحب آف مالیر کوٹلہ ہیں۔ اور صیغہ تالیف میں مولانا روشن علی صاحب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل منشی فاضل اور مولوی محفوظ الحق صاحب وغیرہ کام کرتے ہیں۔ اشاعت کے لئے مبلغین مقرر ہیں۔ اور خط و کتابت کے ذریعہ اشاعت ہوتی ہے۔ اس وقت علاوہ ایسے احباب کے جن کو اس صیغہ سے تنخواہ ملتی ہے۔ بہت سے احباب آنریری طور پر اشاعت دین کرتے ہیں۔ مثلاً بیرونی ممالک میں سید فتح علی شاہ صاحب بغداد میں۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بوشہر میں۔ بابو عبد الکریم صاحب مصر میں بدر الدین صاحب افریقہ میں۔ نور یا صاحب ماریشس میں۔

ہندوستان میں مولوی چودھری ابو الہاشم خانصاحب ایم۔ اے۔ اور مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی بنگال میں۔ سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد میں۔ مولوی عمر الدین صاحب شملہ میں۔ خان زادہ عبد اللہ خاں صاحب قاضی محمد یوسف صاحب پشاور میں۔ حافظ سید مختار احمد صاحب شاہجہانپور میں قادیان سے بھی علماء باہر تبلیغ کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ اور خاص خاص مذاہب کے لئے بعض نوجوان تیار کئے جا رہے ہیں۔ بعض لوگوں نے زندگی وقف کی ہے مثلاً مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے پنجاب و مولوی ابو الہاشم خانصاحب ایم۔ اے۔ بنگال۔ مولوی مبارک علی صاحب بی۔ اے بنگال۔ وغیرہ وغیرہ

محکمہ امور عامہ کی رپورٹ

اس کے بعد امور عامہ کی رپورٹ جناب مولوی شیخ عبد الرحمٰن صاحب مولوی فاضل نے پڑھی اور بتایا کہ امور عامہ کا دائرہ عمل ان تمام امور کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ جو دوسرے صیغوں کے دائرہ عمل سے خارج ہیں۔ اور یوں اس کی غرض یہ ہے۔ کہ یہ معلوم کرے۔ کہ ہمارے مخالف سیاسی طور پر ہمیں نقصان پہنچانے کے لئے کیا کیا کوششیں کرتے ہیں۔ اور اس صیغہ کے ذریعہ ان کے بد اثرات کو زائل کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ اور جماعت کے تعلقات گورنمنٹ کے ساتھ جیسے مخلصانہ ہیں۔ ان کو مضبوط کیا جائیگا۔ اور ہر قسم کی غلط فہمی کو دور کرنے کی سعی کی جائیگی۔ نیز تجارتی طور پر جماعت کے لئے ترقی کی راہیں سوچی جائینگی۔ اور یہ صیغہ ملازمتوں کے لئے اپنی جماعت کے فارغ لوگوں کے متعلق کوشش کرے گا۔ اس کے ماتحت قوم

جرائم پیشہ کی اصلاح بھی ہے۔ چنانچہ چاوہ میں بعض قبائل مل گئے ہیں اور کام ہو رہا ہے۔ اور امید ہے۔ کہ انکی حالت اللہ تعالےٰ چاہے تو نہایت عمدہ ہو جائیگی۔

مطبع ضیاء الاسلام مشین پریس اسی کے ماتحت ہے۔ اب کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ ایک انجن اس کے لئے منگوایا جائے۔ جو مطبع کو بھی چلائے۔ اور اس کے ساتھ آٹا پیسنے کی چکیاں لگا دی جائیں۔ اور جماعت کے رشتے ناطوں کے متعلق سہولتیں بہم پہنچانا وغیرہ وغیرہ اس کے کام ہیں۔

صیغہ تعلیم و تربیت کی رپورٹ

امور عامہ کے بعد صیغہ تعلیم و تربیت کے نائب ناظر شیخ محمد مبارک اسمٰعیل صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی نے اپنے صیغہ کی کارروائی سنائی آپ نے بتایا کہ ہمارے چالیس کے قریب مدارس تھے۔ مگر ان کے لئے اس قدر مشکلات اور دقتیں تھیں۔ کہ بعض ٹوٹنے کے قریب ہو گئے تھے پہلے مدارس کے سکرٹری ماسٹر عبدالعزیز صاحب تھے۔ جنہوں نے اپنے فرائض کو محنت سے ادا کیا۔ اور اب مدارس کا انتظام اس صیغہ کے ماتحت ہے۔ چونکہ ابتدائی مشکلات بہت ہیں۔ جو امید ہے آہستہ آہستہ رفع ہو جائیں گی۔ اس کے ماتحت دینی تربیت بھی ہے۔ اگر ابتدائی مدارس میں خاطرخواہ کامیابی ہوئی تو بعض جگہوں کے مدارس کو مڈل کے درجہ تک بڑھا دیا جائیگا۔ شیخ صاحب موصوف نے احباب کو تعلیم کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ آپکا اس وقت صرف ایک ہائی سکول ہے۔ مگر اس کی طرف بھی آپ لوگوں کی پوری توجہ نہیں۔ آپ کے سکول کا شاف نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے۔ مگر خدا جانے کیوں احباب اس میں اپنے لڑکوں کو کثرت سے نہیں بھیجتے۔ ڈی۔ اے۔ وی۔ کالج لاہور میں تمام پنجاب کے آریہ لڑکے [illegible] ہیں۔ ان کو اور کوئی کالج اپنی طرف نہیں کھینچ سکتا۔ اسی طرح اور جگہوں میں آریہ لڑکے اپنے اپنے ہائی سکولوں میں پڑھتے ہیں۔ مگر ہمارے لڑکے اپنے سکول کو چھوڑ کر اور سکولوں میں پڑھتے ہیں۔ پس احباب کو چاہیئے کہ وہ اس سکول کو ترقی دینے کی کوشش کریں۔ اس پر شیخ صاحب کی تقریر ختم ہوئی۔ اور جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے کی تقریر جمع قرآن کے موضوع پر شروع ہوئی۔

چودھری فتح محمد صاحب کی تقریر

جمع قرآن

آپ نے پہلے سورہ علق کی ابتدائی آیتیں اقرأ باسم ربك الذی خلق ○ خلق الانسان من علق ○ اقرأ و ربك الاكرم الذی علم بالقلم ○ علم الانسان مالم یعلم۔ تلاوت کیں۔ اور فرمایا۔ برادران! میرا مضمون اس موضوع پر ہے۔ کہ میں بتاؤں کہ قرآن کریم کس طرح جمع کیا گیا۔ اصل میں یہ یورپ کا ایک اعتراض ہے۔ میں نے ان لوگوں کی کتب کو پڑھا ہے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے اعتراض کی بناء صرف توہمات پر ہے میں نے ان کے سنجیدہ لوگوں سے پوچھا۔ وہ لوگ بھی ان اعتراضوں کو وقعت نہیں دیتے۔ اور کہتے ہیں کہ چونکہ تم لوگوں کو قرآن کریم سے محبت ہے۔ اس لیئے جو اعتراض بھی ہو خواہ وہ کیسا ہی لغو کیوں نہ ہو تم اس کا جواب دینے کے درپے ہو جاتے ہو۔ ان معترضوں کی رائیں ہر سال بدلتی رہتی ہیں۔ کیونکہ ہر سال وہ ایک نئی تھیوری قائم کرتے ہیں اور پچھلی کو توڑ دیتے ہیں۔ اب میں اصل مضمون شروع کرتا ہوں۔ انسان نے علوم میں ترقی اس وقت شروع کی ہے۔ جب کتابت ایجاد ہوئی بہت سے علوم ہیں۔ اگر ان کی حفاظت محض زبانوں تک ہی محدود رہتی۔ تو آج وہ علوم اس ترقی یافتہ صورت میں نظر نہ آتے۔ پہلی کتب میں سے بعض ایسے زمانہ میں نازل ہوئیں۔ جبکہ کتابت کا ایسا زیادہ رواج نہ تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کتابوں میں تحریف ہوئی۔ لیکن قرآن کریم اس وقت نازل ہوا جبکہ دنیا میں کتابت کا فن بہت حد تک ترقی یافتہ صورت میں موجود تھا۔ اس لئے قرآن کریم جوں جوں نازل ہوتا جاتا تھا ساتھ کا ساتھ لکھا جاتا تھا۔ اور نہ صرف لکھا جاتا تھا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام قرآن مجید حفظ تھا۔ نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اور بھی کئی لوگ قرآن کے حافظ تھے۔ احادیث میں ایک بچہ کا ذکر ہے کہ جس کا مکان مکہ اور مدینہ کے رستہ میں تھا۔ صحابہ وہاں سے گذرتے ہوئے اس گاؤں میں ٹھہرتے تھے۔ اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے تھے اس طرح اس بچہ کو سن سن کر تمام قرآن کریم حفظ ہو گیا تھا چنانچہ جب اس جگہ کے لوگ مسلمان ہوئے۔ تو ان کا اسی کو امام الصلوٰۃ مقرر کیا گیا۔ احادیث میں بہت سے صحابہ کا ذکر آتا ہے۔ جن کے پاس قرآن کریم لکھا ہوا موجود تھا۔ اور بہت سے ایسے تھے جن کو سارے کا سارا قرآن مجید یاد تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس سارا قرآن مجید لکھا ہوا موجود تھا۔ اور آپ کو سارا حفظ بھی تھا۔ اور بعض عورتیں بھی تھیں جن کو قرآن کریم حفظ تھا یورپین معترض اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس وقت کتابت کا رواج نہ تھا۔ اس لئے قرآن لکھا ہوا نہ تھا۔ لیکن ان کا یہ اعتراض واقعات کی بناء پر صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ عرب وہ قوم تھی۔ جس کے تعلقات تجارت دور دور کے ملکوں سے جاری تھے۔ لہذا ہو نہیں سکتا کہ وہ بغیر کتابت کے تجارتی معاملات کو سر انجام دیتے ہوں۔ پھر سبعہ معلقات جو خانہ کعبہ میں لکھ کر لٹکائے ہوئے تھے۔ عرب میں کتابت کا پتہ دیتے ہیں۔ پھر آنحضرت صلعم نے تبلیغی خطوط بادشاہوں کو لکھوائے۔ اور جو معاہدات مخالفوں سے ہوئے وہ لکھے گئے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت فن تحریر مروج تھا۔ اور وہ تمام سامان موجود تھے۔ جو کتابت کے لئے ضروری ہیں۔ چنانچہ

قرآن کریم میں کتابت کے تمام سامان کا ذکر ہے قلم کا ذکر ہے۔ قرطاس کا ذکر ہے۔ اور سیاہی کا ذکر ہے۔ اگر کتابت کا رواج نہ ہوتا۔ تو سامان کتابت کا ذکر کہاں سے آجاتا۔ پھر قرآن کریم نے کتاب ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ایک اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ مانا قرآن کریم لکھا ہوا تھا۔ مگر اس میں اعراب نہ تھے۔ مگر یہ کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کیونکہ اعراب لگانے کی ضرورت ان لوگوں کے لئے پیدا ہوئی جو زبان نہ جانتے تھے اور عرب کے لوگوں کے لئے ضرورت اعراب کی نہ تھی جب عجم کے لوگ اسلام میں داخل ہوئے تو ان کے لئے ضرورت پڑی۔ آج بھی جو لوگ عربی زبان کے قواعد سے واقف ہیں۔ ان کے لئے ضرورت نہیں کہ اعراب لگے ہوئے ہوں وہ بلا اعراب کے بھی اسی صفائی اور صحت کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ اعراب لگے ہوئے پڑھتے ہیں پھر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ قرآن کریم میں ترتیب نہیں۔ ایک بات شروع ہوتی ہے۔ اسے درمیان میں ہی چھوڑ کر اور شروع ہو جاتی ہے۔ یہ اعتراض ناواقفیت پر مبنی ہے کیونکہ قرآن کریم میں ترتیب ہے چونکہ معترض زبان سے ناواقف ہوتے ہیں اور بعض الفاظ کے غلط معنی سمجھ لیتے ہیں۔ اس لئے ترتیب ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ اور یہ بات قرآن کریم کے متعلق ہی نہیں۔ بلکہ ہر زبان کی کتاب کے متعلق یہی بات ہے۔ کہ جب کسی فقرہ میں سے کسی لفظ کے معنی سمجھ میں نہیں آتے تو عبارت میں اس کی ترتیب نہیں دکھائی دیتی۔ قرآن کریم کی ترتیب پر اعتراض کرنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جو قرآن کریم کے الفاظ کے صحیح معنی نہیں جانتے۔ چنانچہ ایسے معترضین کے تراجم کو جہاں تک دیکھا گیا ہے۔ یہی معلوم ہوا ہے کہ وہ غلط ترجمہ کرتے ہیں۔ اور پھر کہتے ہیں ترتیب ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔

اس بات کو جناب چوہدری صاحب نے اپنے ان بعض واقعات سے خوب واضح کیا جو انہیں قیام لنڈن میں ترتیب قرآن پر اعتراض کرنے والوں سے پیش آئے۔ یہ لیکچر بہت کامیابی کے ساتھ محققانہ انداز میں نہایت دلچسپ اور پُر از معلومات تھا جس کا یہ خلاصہ اوپر درج کیا گیا ہے۔ اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ اور نماز سے فراغت کے بعد جلسہ کی کارروائی زیر صدارت جناب خان بہادر شیخ محمد حسین صاحب جج کانپور شروع ہوئی۔ اور مولوی عبد المغنی خان صاحب ناظر بیت المال و محاسب صدر انجمن احمدیہ نے اپیل کی۔ ابھی آپ کی تقریر ختم نہیں ہوئی تھی کہ چندہ ہونا شروع ہو گیا۔ اور آپ کو تقریر بند کرنا پڑی چندہ کا سلسلہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے تشریف لانے پر ختم ہوا۔ حضور نے پہلے چند نکاحوں کا اعلان فرمایا اور پھر "عرفان الٰہی" کے موضوع پر تقریر کی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

حضور نے سورہ فاتحہ تلاوت فرمانے کے بعد فرمایا کہ میری عادت پچھلے سالوں میں جلسہ کے موقعہ پر یہ رہی ہے کہ پہلے دن میں وہ نصائح بیان کیا کرتا جو عام طور پر جماعت کے لئے مفید ہوتیں اور دوسرے دن کسی علمی مسئلہ پر جس کا تعلق جماعت کی علمی اصلاح سے ہوتا تقریر کرتا۔ مگر اس سال بعض واقعات کی وجہ سے یہ ارادہ کیا ہے۔ بشرطیکہ یہ ارادہ اللہ تعالےٰ کے ارادے کے ساتھ مل جائے کہ پہلے اس مضمون کو بیان کروں جو اس دفعہ خاص طور پر میں آپ لوگوں کو سنانا چاہتا ہوں۔ اور عام امور کو دوسرے دن بیان کر دوں۔

پیشتر اس کے کہ میں اصل مضمون شروع کروں یہ بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ پچھلے دنوں کی سخت علالت کی وجہ سے مجھ کو چند روز کے لئے لاہور جانا پڑا۔ جہاں متواتر کئی دن تک مجھے گفتگو کرنی پڑی۔ جس کی وجہ سے میری صحت پر بہت اثر پڑا۔ اور اس کی وجہ سے طبیعت بہت کمزور معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں پاتا۔ کہ چار پانچ یا چھ گھنٹہ تک بول سکوں۔ اب بھی سر میں سخت درد ہو رہا ہے۔ اور سر پھٹا جاتا ہے۔ ابھی میں دوائی کھا کر کھڑا ہوا ہوں۔ پس میں خیال کرتا ہوں کہ شاید دو گھنٹے تک بھی مضمون نہیں بیان کر سکونگا۔

پھر میری آواز بھی بہت کمزور ہے۔ تاہم میں اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی توفیق سے کوشش کرونگا۔ کہ جہاں تک بلند آواز سے بول سکوں۔ بولوں لیکن اگر بعض لوگوں تک آواز نہ پہنچے تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت سمجھیں۔ وہ جس کو چاہتا ہے۔ سناتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے۔ محروم رکھتا ہے۔ انسان کو اپنی رضی کو اسی کے ماتحت کر دینا چاہئے۔

میں نے پچھلے جلسوں پر ذکر الٰہی اور حقیقۃ الرؤیا کے متعلق آپ لوگوں کو اس تحقیقات سے واقف کیا تھا۔ جو مجھے ان کے متعلق ہے۔ لیکن آج ایک نہایت اہم مضمون پر بولنا چاہتا ہوں۔ اور وہ ایسا مسئلہ ہے۔ کہ اس کے جانے بغیر انسان کی نجات نہیں ہو سکتی۔ اور وہ "عرفان الٰہی" کا مسئلہ ہے یہ ایسا مسئلہ ہے۔ کہ ہر شخص کو اس کے جاننے کی ضرورت ہے۔ عرفان و معرفت کے معنی کیا ہیں؟ یہ عربی کے الفاظ ہیں۔ جو علم کے قریباً مترادف ہیں ان میں فرق یہ ہے۔ کہ عرفان غور سے پیدا ہوتا ہے۔ اور علم بے غور کے بھی آجاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے لئے عرفان کا لفظ استعمال نہیں ہو سکتا۔ یعنی یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا تعالیٰ کو فلاں چیز کا عرفان حاصل ہو گیا۔ بلکہ خدا کے لئے علم کا لفظ استعمال ہوگا۔

عرفان کے حصول کے ذرائع کیا ہیں سو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے۔ کہ بہت سے قواعد ہیں اگر انسان ان پر عمل کرے تو اسے اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل ہو سکتا ہے۔ عام طور پر لوگ چاہتے ہیں کہ فوراً بغیر کسی کوشش اور محنت کے عرفان الٰہی حاصل ہو جائے۔ حالانکہ وہ دیکھتے ہیں کہ کوئی معمولی سے معمولی چیز اس طرح حاصل نہیں ہوتی دیکھو جھاڑیوں کے بیر جن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ مفت میں ملجاتے ہیں۔ وہ بھی اس وقت تک

نہیں ملتے۔ جب تک کانٹوں سے ہاتھ زخمی نہوں بعض لوگ اس قسم کے قصے بیان کیا کرتے ہیں کہ فلاں پیر کے پاس بیٹھنے سے معرفت حاصل ہوگئی لیکن اس قسم کی باتیں قصے کہانی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں۔ اور واقعہ میں ان کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ جب نبیوں کے سردار محمد مصطفےٰ صلعم کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب ہم نے تجھ کو اپنی محبت و تلاش میں کھویا ہوا پایا۔ تب تجھ کو ہدایت دی۔ تو اور کون ہے جسے بیٹھے بٹھائے اور بغیر محنت کئے خدا کا عرفان حاصل ہو سکے۔ پھر بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے بہت دعا کی۔ مگر نتیجہ نہ نکلا۔ ان کو یاد رہے کہ بعض کاموں کے لئے محض دعا ہی کافی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے ساتھ اور باتوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح عرفان الٰہی کے حصول کے لئے بھی بعض باتوں کی ضرورت ہے۔ مثلاً اول تو دعا کرے۔ دوسرے اس کے ساتھ کوشش کرے۔ تیسرے صحیح کوشش کرے۔ اور چوتھے وہ کوشش تمام پہلوؤں پر حاوی ہو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ معرفت کوئی ایسی چیز نہیں جو لفظوں میں بیان ہو جائے۔ بلکہ یہ ایک قلبی کیفیت ہے۔ جو لفظوں میں نہیں بتائی جا سکتی ہاں عرفان الٰہی کے حاصل کرنے کے ذرائع ہیں اگر ان ذرائع پر عمل کیا جائے تو وہ حاصل ہو سکتی ہے۔

پہلے میں ان باتوں کو بیان کرتا ہوں۔ جو عرفان الٰہی حاصل کرنے میں روک ہوا کرتی ہیں اول یہ کہ انسان کو بعض باتوں کے متعلق معلوم نہیں ہوتا کہ وہ بدیاں ہیں۔ اس لئے ان کو چھوڑتا نہیں۔ اور اس وجہ سے اسے حقیقی پاکیزگی حاصل نہ ہونے کی وجہ سے عرفان الٰہی حاصل نہیں ہوتا دوسرے اسے یہ تو علم ہوتا ہے۔ کہ فلاں بات بری ہے۔ لیکن موقعہ پر بھول جاتا اور اس کا ارتکاب کر لیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ موقعہ پر اسے یاد تو ہوتا ہے۔ کہ فلاں بات بری ہے۔ لیکن اس کا نفس اسے کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

پہلی قسم کے لوگوں کو چھوڑ کر جنہیں علم ہی نہیں ہوتا۔ کہ فلاں بدی ہے۔ باقی دو کے متعلق ایک اصولی بات بیان کرتا ہوں۔

دنیا میں آج تک اس بات کو بہت کم سمجھا گیا ہے۔ بلکہ انبیاء اور اولیاء کو علیحدہ کر کے میں کہہ سکتا ہوں کہ اور کسی نے سمجھا ہی نہیں۔ کہ بہت سی شرعی بدیاں ایسی ہیں۔ جن کا ارتکاب کرنیوالا جسمانی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جسم اور روح کا ایسا گہرا تعلق ہے۔ کہ ایک کی چھوٹی سے چھوٹی بات کا دوسرے پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ اس کے متعلق خدا تعالےٰ نے مجھے خاص علم دیا ہے۔ اور وہ ایسا عظیم الشان علم ہے۔ کہ جب پیش کیا گیا۔ تو انشاء اللہ دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دے گا۔ یہ کوئی نیا علم نہیں۔ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود نے بتایا اور اسپر عمل کرایا ہے گر افسوس لوگوں نے اسے سمجھا نہیں۔ اور اب خدا نے وسیع طور پر مجھے دیا ہے۔ اور میں نے اس کے متعلق تحقیقات کی ہے جس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ گناہوں کی اس قسم کی تقسیم ہو سکتی ہے۔ کہ فلاں قسم کے گناہ کرنے والوں کو ڈاکٹروں کے پاس جانا چاہئے۔ فلاں قسم کے گنہگاروں کو بزرگوں کے پاس۔ اس علم کا دروازہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود نے کھولا ہے۔ اور آپ کے بعد آپ کے خلفاء اس کو اور زیادہ وسیع کریں گے۔ میں نہیں جانتا کہ مجھے اس کو وسعت دینے کا موقعہ ملے یا نہ ملے اب بھی میں دوائی کھا کر تقریر کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ مگر میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ آپ لوگ اس بات کو مدنظر رکھیں۔ کہ بہت سی روحانی بیماریاں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ جن کا علاج ڈاکٹروں سے کرایا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد حضور نے عرفان الٰہی حاصل کرنے کے طریق بتاتے ہوئے سب سے پہلے گذشتہ غلطیوں اور فروگذاشتوں کی اصلاح کے لئے توبہ کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا توبہ یہ نہیں کہ زبان سے کہدیا کہ میں توبہ کرتا ہوں۔ جیسا کہ عام طور پر انگریزی خواں کہدیا کرتے ہیں وہ بیگ یور پارڈن ہے حالانکہ ان کے دل میں ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ معافی چاہیں۔ پس توبہ حقیقی ہونی چاہئے اس کے لئے سات باتیں بتائیں۔ جن کے بغیر توبہ حقیقی توبہ نہیں ہو سکتی۔ اور پھر عرفان الٰہی کے حصول کے طریق بتائے حضور کی تقریر انشاء اللہ جب مفصل شائع ہوگی۔ تو احباب کو معلوم ہوگا کہ خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ خلیفہ نے انہیں اصلاح نفس اور عرفان الٰہی حاصل کرنے کے کیسے بے نظیر طریق بتائے۔ حضور کی تقریر پر دوسرے دن کے جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔ (باقی آئندہ)

اعلان ضروری

مجلس معتمدین نے طلباء کے تعلیمی اخراجات کی زیادتی کو محسوس کر کے اپنے جدید اجلاس میں یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے وہ تمام طلباء جو بورڈنگ ہائی سکول میں رہتے ہوں۔ ان کے مدرسہ کی فیس وہ خود اپنے پاس سے ادا کیا کرے گی۔ گویا بالفاظ دیگر تمام بورڈروں کی مدرسہ کی فیس بالکل معاف ہوگی۔

علاوہ ازیں اب تک بورڈنگ میں باورچی خانہ کے عملہ کا خرچ بھی بورڈروں پر پڑتا تھا۔ اور پڑنا بھی چاہئے۔ لیکن طلباء کے اخراجات کی زیادتی کو محسوس کر کے انجمن نے وہ بھی اپنے ذمہ لے لئے ہیں اس کے علاوہ اور بھی بعض تجاویز سوچی گئی ہیں۔ جن سے انشاء اللہ اخراجات میں بہت کمی آجائیگی۔

احباب کو چاہئے کہ ان رعایتوں سے فائدہ اٹھائیں جو انکی خاطر ہزار ہا روپیہ کا بوجھ اٹھا کر انجمن نے کی ہیں اور اپنے بچوں کو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بھیجیں والسلام مرزا بشیر احمد

مینیجر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

سالانہ جلسہ پر چند غیر مبایعین کی آمد

ہمارے اس سالانہ جلسہ پر جہاں اخبارات سلسلہ میں تمام ...... لوگوں کو دعوت شمولیت دیگئی تھی - وہاں نظارت تالیف و اشاعت سے کچھ خطوط چند غیر مبایعین کے نام بھی لکھے گئے تھے - جن میں انھیں جلسہ کی شمولیت اور حضرت صاحب کی تقریریں سننے کے لیے مدعو کیا گیا تھا - یہ خط قریباً اسی کی تعداد میں بھیجے گئے تھے - جن کے جواب میں چار پانچ اصحاب نے لکھا تھا کہ ہم جلسہ میں شامل ہونگے - غیر مبایعین کو ٹھہرانے کا انتظام حضرت صاحب نے میرے سپرد کیا تھا اور چونکہ اتوار کے روز ان کے آنے کا خیال تھا - اسی لیے ڈاکٹر میر محمد اسمعیل صاحب کے مکان پر ہفتہ کے روز ان کے قیام کا سامان مکمل کیا گیا - اور ان کی خدمت کے لیے میں نے چار طالب علم اور میاں محمد حسین صاحب مہاجر مقرر کیے - چنانچہ ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب کو تین بجے کے قریب غیر مبایعین ۲۴ کی تعداد میں تشریف لائے ہماری طرف سے میاں محمد حسین صاحب اسی وقت انھیں قیام گاہ پر لے گئے جہاں بقیہ رات انھوں نے آرام کیا صبح کی نماز کے بعد میں ان کی قیام گاہ پر گیا - اور سب سے ملاقات کی - اور ناشتہ کرایا - ناشتہ کے بعد انھوں نے خواہش کی کہ ہم حضرت صاحب سے ملنا چاہتے ہیں - میں انھیں اپنے ہمراہ حضرت صاحب سے ملاقات کے لیے لے گیا جہاں پندرہ منٹ تک حضرت صاحب کے حضور تشریف فرما رہے - پھر واپسی پر کھانا کھلایا گیا جس کے بعد ہمارے مہمان مقبرہ بہشتی دیکھنے کے لیے گئے - پھر ظہر کے بعد حضرت صاحب کی تقریر میں شامل ہوئے - پھر بعد از اختتام تقریر نواب صاحب کے مکان پر چونکہ ان کی دعوت تھی وہ کھانا کھانے کے لیے گئے - کھانے کے بعد شیخ مولا بخش صاحب لائلپوری امیر قافلہ نے حضرت صاحب سے عرض کی کہ اختلافی تقریر پر سوال و جواب کرنے کی اجازت دیجائے - حضرت صاحب نے فرمایا کہ جو مدعو شدہ اصحاب ہیں انھیں اجازت ہے - شیخصاحب نے کہا کہ میر مدثر شاہ تقریر کریں گے - حضرت نے فرمایا - کہ اگر وہ مدعو ہیں تو بے شک تقریر کریں - اس کے بعد غیر مبایعین آرام کرنے کے لیے قیام گاہ پر آئے - اور میں شب باشی کے تمام سامان مہیا کرنے کے متعلق میاں محمد حسین صاحب کو چند ہدایات دیکر اور مہمانوں سے مل کر رات کے دس بجے واپس اپنے مکان پر آیا - پھر صبح کی نماز کے بعد میں مہمانوں کے پاس گیا - اور انھیں ناشتہ کرایا - جس کے دوران میں شیخ مولا بخش صاحب لائلپوری نے کہا کہ ہمیں آج دو گھنٹہ تقریر کے لیے وقت دیا جاوے - میں نے کہا آپکو ۱۹۱۵ء کے جلسہ سالانہ میں مجھے مولوی محمد علی صاحب کی تقریر کے جواب میں جو ڈھائی گھنٹے سے زیادہ ہوئی تھی صرف آدھ گھنٹہ وقت دیا گیا تھا - اس لیے ہم سے دو گھنٹہ کا مطالبہ کرنا کس طرح جائز تصور ہو سکتا ہے - اس کے جواب میں ... شیخصاحب نے کہا کہ ہمیں کم سے کم ایک گھنٹہ دیا جاوے - پھر انھوں نے کہا کہ ہماری طرف سے میر مدثر شاہ تقریر کریں گے - میں نے جواباً کہا کہ وہ مدعو نہیں - اور حضرت صاحب نے رات کو صرف ان لوگوں کو اجازت دی تھی جو مدعو ہیں - اس پر شیخصاحب نے کہا کہ جو اصحاب مدعو ہیں - ان میں سے کوئی صاحب سوال و جواب نہیں کر سکتے - کیونکہ اس کے لیے بھی مشق و مزاولت کی ضرورت ہے - جس پر میں نے یہ بات بطور رعایت مہمانان قبول کر لی اور ان سے کہا کہ میں حضرت صاحب سے عرض کرتا ہوں جو وہ فرما دیں گے - اس سے آپ لوگوں کو اطلاع کیجا دیگی - اور ساتھ ہی یہ بھی میں نے کہا کہ جو خطوط غیر مبایعین کو بھیجے گئے تھے ان میں سوال و جواب کی اجازت کا ذکر نہ تھا - اور نہ ہی اخبارات میں اس کا اظہار ہے اس لیے اگر ہم انکار کر دیں تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ہم نے صرف تقریریں سننے کے لیے بلایا ہے - نہ کہ مباحثہ قائم کرنے کے لیے - دوسرے یہ کہ ہماری جلسہ کی نوعیت اور جلسوں سے بالکل مختلف ہے ہمارے جلسہ کی محض یہ غرض ہوتی ہے - کہ ایک مذہبی گروہ سال بسال اکٹھا ہو - اور اس کے افراد کو عقائد صحیحہ اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ کی تعلیم دیجاوے - اس کے لیے کسی مباحثہ و مناظرہ کی ضرورت نہیں بلکہ مجادلہ تو اس کے خلاف ہے - ہاں لاہور و امرتسر جیسے شہروں میں جو جلسے ہوتے ہیں - ان میں مخالف لوگوں کا عنصر زیادہ ہوتا ہے - اس لیے ان سے مباحثہ بھی کیا جا سکتا ہے - لیکن چونکہ آپ مدعو ہیں اور ہمارے مہمان ہیں اور آپ اصرار کرتے ہیں اس لیے محض آپ کی رعایت کے لیے - اور وہ بھی صرف اسی دفعہ یہ بات قبول کی جاتی ہے - چنانچہ شیخصاحب نے صاف لفظوں میں کہا کہ ہمارا کوئی استحقاق نہیں - اگر آپ ایسا قبول کریں - تو یہ محض رعایت ہوگی - نیز یہ کہ اس دفعہ کی رعایت آئندہ کے لیے سند نہ ہوگی - اس کے بعد میں نے حضرت صاحب کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا - جس کے جواب میں حضرت صاحب نے غیر مبایعین کی پیش کردہ دونوں باتیں منظور فرما لیں - حضرت صاحب کے جواب سے میں نے اسی وقت شیخ مولا بخش صاحب لائلپوری کو اطلاع دی - جس پر انھوں نے شکریہ کا اظہار کیا - لیکن ساتھ ہی میں نے کہہ دیا تھا کہ جلسہ کا پروگرام یوں ہوگا کہ پہلے حافظ صاحب تقریر کریں گے - پھر آپ کا مناظر ایک گھنٹہ تک جواب دیگا - پھر حافظ صاحب جواب الجواب

دیں گے - پھر صدر جلسہ کی اختتامی تقریر ہو کر جلسہ برخاست ہو جاویگا - اس لئے ضروری ہوگا کہ آپ لوگ یہ تمام کارروائی سنکر تشریف لے جاویں - دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ مناظرہ کی بنیاد مدعی کی تقریر پر ہوتی ہے اس لئے آپ کے مناظر کا فرض ہوگا کہ وہ ہمارے مقرر کے پیش کردہ دلائل پر جرح کرے - اور ان کا ازالہ کرے - اس کے جواب میں شیخ صاحب نے صاف لفظوں میں اقرار کیا کہ ہاں ایسا ہی ہوگا - پھر میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کے لئے الگ سٹیج قائم کیا جاوے - یا ہمارے سٹیج پر ہی آپ کا مناظر تقریر کرے گا - جس پر شیخ صاحب نے کہا کہ الگ سٹیج قائم کرنے کی ضرورت نہیں - آپ کا ہی سٹیج کافی ہے - اس پر میں میاں محمد حسین صاحب کو مہمانوں کے کھانا کھلانے کے متعلق ہدایت دیکر جلسہ گاہ میں چلا گیا اور غیر مبایعین اصحاب قیام گاہ میں ٹھہرے رہے چونکہ اس وقت اجلاس کا میں صدر تجویز کیا گیا اس لئے میں نے نصف سٹیج صرف غیر مبایعین اصحاب کیلئے خالی کروا دیا - اور ان کے آنے تک مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو تقریر کرنے کے لئے گذارش کی - اس کے تقریباً ایک گھنٹہ بعد غیر مبایعین اصحاب کھانے سے فارغ ہو کر جلسہ گاہ میں آ گئے - ان کے آنے پر مولوی صاحب نے تقریر ملتوی کر دی اور حافظ صاحب نے تقریر شروع کی - آپ نے مسئلہ نبوت پر تفصیلاً تقریر کی جو ۱/۲ ۲ گھنٹہ تک جاری رہی حافظ صاحب کی تقریر کے دوران میں شیخ مولا بخش صاحب لائلپوری نے مجھے رقعہ لکھا کہ ہم میں سے بعض اصحاب کو ۶ بجے یہاں سے روانہ ہو کر شام کی گاڑی میں بٹالہ سے سوار ہونا ہے - اس لئے ۶ بجے تک کارروائی ختم ہونی چاہئے - میں نے جواباً لکھا - کہ حافظ صاحب کی تقریر پھر آپ کے مناظر کا جواب پھر حافظ صاحب کا جواب الجواب پھر صدر جلسہ کی تقریر یہ اس جلسہ کا پروگرام ہے - آپ لوگوں کو بایں شرط سوال و جواب کی اجازت مل سکتی ہے - کہ یہ پورا پروگرام سن کر جاویں - اور اگر آپ لوگوں کو ضروری کام ہو - اور شام کی گاڑی میں ضرور ہی جانا ہو تو بے شک پہلے جاویں - ہاں مناظر ضرور ٹھہرے - جس پر شیخ صاحب نے کہا کہ تین چار اصحاب پہلے جاویں گے باقی احباب مع مناظر اختتام جلسہ تک ضرور ٹھہرینگے - اور اس پروگرام کے مطابق کارروائی سن کر جاوینگے پھر میں نے انھیں لکھا کہ آپ کا مناظر آدھ آدھ گھنٹہ کر کے دو دفعہ تقریر کرے گا - یا ایک دفعہ ہی ایک گھنٹہ تک بولے گا - اس کا جواب شیخ صاحب نے یہ دیا کہ ہمارا مناظر صرف ایک دفعہ ایک گھنٹہ تک تقریر کرے گا - غرض حافظ صاحب کی تقریر ۱/۲ ۲ گھنٹہ ہوئی - جس کے بعد میر مدثر شاہ کو تقریر کی اجازت دیگئی - اور ساتھ ہی میں نے بطور صدر جلسہ کہدیا کہ مطابق اصول مناظرہ میر مدثر شاہ کے ذمہ دو کام ہیں - حافظ صاحب کے دلائل متعلق مسئلہ نبوت کا ابطال اور عدم نبوت فی الاسلام کا اثبات اس پر میر مدثر شاہ نے تقریر شروع کی اور پورا ایک گھنٹہ تک تقریر کرتے رہے - لیکن افسوس ہے کہ ان کی تقریر میں مندرجہ ذیل رنجدہ امور تھے

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے متعلق ادب و احترام کے الفاظ بالکل استعمال نہیں کرتے تھے - بلکہ خلاف ادب ان کا رویہ تھا - مثلاً بجائے اس کے کہ اردو کے قواعد کے مطابق یوں کہتے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے - بارہا یہ کہا کہ مرزا صاحب کہتا تھا - اسی طرح کئی دفعہ کہا - (نقل کفر کفر نباشد) مرزا صاحب عجیب نبی تھا وہ نبی تھا یا غبی - غرض گھنٹہ کے ہر منٹ میں متعدد الفاظ سوء ادب کا رنگ رکھتے تھے جس سے ہم احمدیوں کو سخت تکلیف پہنچی - اور تمام اصحاب کا بڑی طرح دل دکھایا گیا - مگر عجیب بات ہے اور میں حیران ہوں کہ کوئی ایک شخص بھی ہزاروں کے مجمع میں سے ایسا نہیں نکلا جس نے ان کا قطع کلام کیا ہو - ہاں بعض احباب نے لکھ کر صدر جلسہ کو کہا کہ مناظر کو اس روش سے روکا جاوے مگر صدر جلسہ نے مصلحتاً خاموشی اختیار کی -

(۲) بجائے اس کے کہ وہ اپنی تقریر مسلسل جاری رکھتے بار بار حاضرین سے ایک ایک بات پر سوال کرتے اور ہر امر کے پیش کرتے وقت کہتے کہ کوئی مجھے سمجھا دے اور اس فقرہ کو اس کثرت سے انھوں نے استعمال کیا کہ ایک شخص جو غالباً ضلع گجرات کا رہنے والا تھا اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ میں سمجھاتا ہوں - جسے پاس والوں نے اُسی وقت بٹھا دیا -

(۳) مطابق اصول مناظرہ میر مدثر شاہ کو چاہئے تھا کہ وہ حافظ صاحب کے دلائل کی تردید کرتے لیکن اُنھوں نے ایسا نہیں کیا - بلکہ سوائے ایک یا دو باتوں کے حافظ صاحب کی کسی بات کو چھوا تک نہیں اور صرف تبدیلی عقیدہ کا رونا روتے رہے - جب میر مدثر شاہ اپنی تقریر ختم کر چکے اور جواب الجواب کا وقت آیا - تو میں نے اٹھ کر کہا کہ چونکہ میر مدثر شاہ نے حافظ صاحب کی تقریر کا جواب نہیں دیا - اور نہ ہی نبوت کے موانع پیش کئے ہیں - اس لئے میں ضرورت نہیں سمجھتا کہ حافظ صاحب جواب الجواب دیں - ہاں بطور صدر جلسہ آخری تقریر کر کے اجلاس برخواست کرتا ہوں -

میں نے ایک گھنٹہ کے مقابل میں صرف ۵۰ منٹ تقریر کی جس کا مفصل ذکر ایڈیٹر صاحب الفضل کی رپورٹ میں آپ کو پہنچ جاویگا - یہاں اتنا کہدینا ضروری ہے - کہ میر مدثر شاہ کے غیر محتاط لہجے سے جو دلوں میں تنگی اور تکلیف تھی وہ اس جواب الجواب سے راحت اور خوشی میں بدل گئی - میں نے دوران تقریر میں کہا کہ حدیث میں لکھا ہے اذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہٗ یعنی جب قیصر روم مرجائیگا - تو پھر کوئی قیصر نہ ہوگا حالانکہ اُس قیصر کے مرنے کے بعد اور قیصر تخت سلطنت پر بیٹھا تھا - باوجود اس کے کہ نبی صلعم نے لاقیصر فرمایا - اس سے معلوم ہوا کہ لا ہمیشہ نفی ذات کے لئے نہیں آتا - بلکہ نفی صفات کے لئے بھی آتا ہے - اگر میرا یہ دعویٰ غلط ہو تو میر مدثر شاہ کو دوبارہ وقت دیتا ہوں - وہ ابھی ر

(بقیہ مضمون صفحہ ۱۵ کالم ۲ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

انعامِ الٰہی کے دروازے بند نہ کرو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

(فرمودہ ۷۔ مارچ ۱۹۱۹ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا

سورہ فاتحہ کی روزانہ تلاوت

ہر ایک مسلمان جو عاقل و بالغ ہو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں اور خدا کے رسول کی سنت اور اس کی ہدایت کی اتباع میں ان پانچ میں کچھ اور نوافل بھی ہیں جو سنتیں کہلاتی ہیں ان نوافل مسنونہ کے سوا مومن شوق سے کچھ اور بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے کے لئے پڑھتا ہے جو عام طور پر نوافل کہلاتے ہیں۔ اور خاص خاص اوقات کے لحاظ سے تہجد اشراق۔ ضحی کہلاتے ہیں۔ ان تمام فرائض میں واجبات میں سنن میں۔ نوافل میں ہر ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ جس میں انسان اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہتا ہے اهدنا الصراط المستقیم۔ کہ اے میرے رب مجھ کو سیدھے رستے پر چلا۔ یہ دعا ہے جو کثرت سے ایک مسلمان مانگتا ہے۔ اور ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں تین دفعہ نہیں چار دفعہ نہیں پانچ دفعہ نہیں چھ دفعہ نہیں سات دفعہ نہیں۔ آٹھ دفعہ نہیں۔ ۹۔ دفعہ نہیں بلکہ قریباً ۵۰ دفعہ روزانہ مانگتا ہے۔ جو دعا ایک دفعہ مانگی جائے وہ اثر رکھتی ہے۔ لیکن جو دعا اس کثرت سے مانگی جاتی ہے۔ اس کا اثر بہت ہی ہونا چاہئے

اپنے گھر کا رستہ

کئی انسان ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جس رستہ پر وہ ایک دفعہ چلیں وہ انکو فراموش نہیں ہوتا۔ لیکن ایسے لوگ بھی بہت ہوتے ہیں۔ جو ایک رستہ پر دو تین دفعہ چلیں۔ تو اسکو وہ نہیں بھولتا۔ مگر جو لوگ ایک دن میں ایک رستہ پر پچاس دفعہ کے قریب چلیں وہ تو اس رستہ کو کسی طرح بھی نہیں بھول سکتے۔ کوئی شخص نہیں ہوتا۔ جو اپنے گھر کا رستہ بھول جائے۔ کیونکہ گھر میں کئی دفعہ اس کو آنا پڑتا ہے۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو اپنے گھر میں ایک آدھ دفعہ ہی آنا پڑتا ہے۔ مثلاً صبح گئے شام کو آ گئے۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں۔ کہ دنوں گھر سے نہیں نکلتے۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں۔ جو چار دفعہ آتے جاتے ہیں۔ اور اگر کوئی زیادہ سے زیادہ گھر میں آنے جانے والوں پر غور کریگا۔ تو اس کو معلوم ہوگا۔ کہ پندرہ بیس دفعہ کسی غیر معمولی وجہ سے گھر میں آنا جانا ہو تو ہو ورنہ عام طور پر دو تین دفعہ سے زیادہ نہیں لوگ آتے جاتے اور دس پندرہ بار سے کسی صورت میں بھی زیادہ نہیں اور بعض لوگ کئی کئی دن ناغہ کرتے ہیں۔ باوجود اس کے پھر بھی کوئی اپنے گھر کا رستہ کبھی نہیں بھولتا جس رستہ پر روزانہ پچاس دفعہ گذرنا پڑے اس کو اگر انسان بھولے تو اس کا یہی مطلب سمجھا جائیگا کہ وہ سوتے میں گذرا کرتا تھا۔

بعض لوگوں کو مرض ہوتا ہے۔ کہ وہ سوتے سوتے اپنی چارپائی پر سے اٹھ کر گھر سے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات نہایت خطرناک مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ جہاں سے اگر گھر والوں کو پتہ لگ جائے تو پکڑ لاتے ہیں لیکن جب صبح کو بیدار ہونے پر انہیں بتایا جائے۔ کہ تم اس طرح اٹھ کر چلے گئے تھے۔ اور وہاں پہنچ گئے تھے۔ تو وہ متعجب ہو کر پوچھتے ہیں۔ کہ اچھا یہ بات ہے۔ اسی طرح بعض بچے سوتے سوتے چیخ مار کر اٹھ بیٹھتے ہیں۔ پھر ان کو لٹا دیتے ہیں۔ اور وہ لیٹتے ہی خراٹے مارتے سو جاتے ہیں۔ پس جو انسان سوتے کی حالت میں کسی رستہ پر سے گذرے وہ اس کو یاد نہیں رہتا۔ لیکن جو شخص جاگنے کی حالت میں کسی رستہ پر سے چلے وہ اسکو کسی طرح بھی نہیں بھولتا۔ خواہ ایک دفعہ گذرے یا پچاس دفعہ۔

اجابت دعا سے انکار

اسی طرح ایک مسلمان سورہ فاتحہ کی دعا اهدنا الصراط المستقیم روزانہ پچاس دفعہ کرتا ہے۔ قانون قدرت کے ماتحت ایک جاگتا ہوا انسان کسی طرح اس کو نہیں بھول سکتا۔ کیونکہ اگر ایک انسان کوئی کام روزانہ چار پانچ دفعہ کرے۔ تو وہ اس کے خیال میں ہر وقت رہیگا۔ لیکن جو کام پچاس دفعہ کیا جائے۔ وہ کبھی بھول نہیں سکتا۔ اگر وہ اس کو جاگنے کی حالت میں کیا جائے۔

مثلاً ایک شخص ۲ دفعہ دن میں کھاتا ہے تو یہ کھانا اس کے ذہن سے کسی طرح فراموش نہیں ہو سکتا۔ یا مثلاً ایک شخص گورنمنٹ میں درخواست کرتا ہے کہ مجھ کو ملازمت دی جائے۔ اور جب اس کی درخواست منظور کی جائے۔ تو وہ کبھی نہیں کہیگا۔ کہ میں نے درخواست نہیں کی تھی۔ آجکل مربعے فروخت ہوتے ہیں۔ اگر کوئی زمیندار درخواست کرے۔ اور اس کی درخواست منظور ہو جائے۔ تو کبھی وہ زمیندار یہ نہیں کہیگا کہ میں نے درخواست نہیں کی تھی۔ پس اگر لوگ اپنی ایک دفعہ کی درخواست کبھی نہیں بھولتے تو جب وہ پچاس دفعہ خدا کے حضور درخواست کرتے ہیں اور پھر اس کی قبولیت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں تو کیوں انکار کر دیتے ہیں۔ وہ دعا کرتے ہیں اور پچاس دفعہ دعا کرتے ہیں۔ کہ خدایا ہمیں ہدایت دے۔ اور خدا تعالیٰ ہزاروں دفعہ ان کے لئے ہدایت کے سامان مہیا کرتا ہے۔ وہ مانگ کر سجدے سے نکل رہے ہوتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کے ہدایت دینے کے عمل ان کے لئے جاری ہو جاتے ہیں لیکن وہ ان کو قبول کرنے کی بجائے انکار کر دیتے ہیں۔ اور اپنے عمل سے کہہ دیتے ہیں۔ کہ ہم نے تو ہدایت طلب ہی نہ کی تھی۔ گویا کہ نعوذ باللہ انھوں نے خدا تعالیٰ کو بھی ایک بچہ سمجھ لیا ہے جیسا کہ عام طور پر لوگ بچوں سے کیا کرتے ہیں کہ بچہ کو کہا کہ

ہاتھ بڑھا کر لینا چاہتے ہیں۔ لیکن جب وہ ہاتھ پھیلا کر آنا چاہتا ہے۔ تو اپنے ہاتھ پیچھے ہٹا لیتے ہیں۔ یا اس کی ماں کو دینا چاہتے ہیں۔ جب وہ لینے کے لئے بڑھتی ہے تو اس کو نہیں دیتے اور خوش ہوتے ہیں۔ اسی طرح لوگوں نے خداتعالیٰ کو سمجھ لیا ہے کہ بار بار اس سے مانگتے ہیں جب وہ دیتا ہے تو انکار کر دیتے ہیں۔ کہ ہم نے تو نہیں مانگا۔

سوال ہو سکتا ہے کہ ہم کیسے یقین کر سکتے ہیں کہ جو کچھ ہمیں دیا جاتا ہے۔ وہ ہماری دعا کے نتیجہ میں ہوتا ہے اس امر کے معلوم کرنیکا آسان اور نہایت سہل طریق یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے دروازے پر جاتا ہے اور دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے تو کیا دروازے کے کھلنے کا انتظار کرتا ہے یا نہیں۔ اسی طرح جب وہ اپنے کسی دوست کو خط بھیجتا ہے۔ یا سرکار میں کوئی درخواست دیتا ہے۔ تو ہر ڈاک میں اس کے جواب کا انتظار کرتا اور ڈاکئے سے بار بار پوچھتا ہے یا نہیں۔ اسی طرح جب وہ پانچ وقت میں متعدد بار خداتعالیٰ کے حضور درخواست پیش کرتا ہے۔ تو اس کو اپنے ہر ایک کام میں خواہ وہ تجارت سے تعلق رکھتا ہو یا زراعت سے یا کسی اور فن یا پیشہ سے خیال کرنا چاہئے۔ کہ کیا اس کام کے متعلق میری درخواست کا جواب آیا ہے۔ یا نہیں۔ پس جب تمہارے سامنے کوئی کام ہو تو غور کرو کہ کیا اس میں ہماری درخواست اھدنا الصراط المستقیم کا جواب ہے یا نہیں لیکن تعجب ہے کہ لوگ خداتعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں۔ اور بار بار درخواست کرتے ہیں۔ مگر اس کو یاد نہیں رکھتے۔ بلکہ بھلا دیتے ہیں کیونکہ جب روزانہ ان کی درخواست قبول کیجاتی ہے۔ تو اس سے انکار کر دیتے ہیں کہ ہم نے تو درخواست ہی نہیں کی تھی۔

جیسا کہ میں نے بتایا کہ یہ لوگ خداتعالیٰ کے ساتھ بھی بچوں والا معاملہ کرتے ہیں مانگتے ہیں جب وہ دیتا ہے تو مکر جاتے ہیں۔ پس جو لوگ خدا سے یہ معاملہ کرتے ہیں وہ نہایت خطرناک حالت میں ہیں کیونکہ خدا سے ہنسی کرنا انسان کو ہلاک کر دیتا ہے اور تمام نعمتوں اور برکتوں سے محروم کر دیتا ہے

خداتعالیٰ کی نعمتوں کو رد کرنیکا نتیجہ

چاہئے کہ جب ایک انسان دعا کرتا ہے۔ تو وہ خداتعالیٰ کے فضلوں کو قبول کرے اور ان آسمانی برکات کو رد کرنے کی کوشش نہ کرے۔ بعض لوگ کہینگے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اور یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ ایک انسان خداتعالیٰ کے فضلوں کو رد کرے۔ مگر یہ واقعہ ہے اور ایسا ہوتا ہے اور روزانہ ہوتا ہے۔ کہ انسان لہو و لعب میں پڑ کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو رد کر دیتے ہیں۔ اور ان کو پتہ بھی نہیں لگتا۔ کہ ہم خدا کی کسی نعمت کو رد کر رہے ہیں۔

غور کرو پہلی قوموں نے خدا کی نعمتوں کو رد کیا اور وہ ایسی شان و شوکت والی قومیں تھیں جنکی کچھ حد نہیں مگر انہوں نے خدا کے فضلوں کے دروازوں کو اپنے اوپر بند کر لیا اسی طرح تم بھی بند کر سکتے ہو جب انہوں نے خدا سے استغنا کیا اور خدا کی نعمتوں کو حقیر جانا۔ تو خدا نے بھی ان سے نظر رحمت کو ہٹا لیا۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ غیور ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ لوگ اس کے انعام کی ناقدری کرتے ہیں اور وہ پھر بھی انعام کرتا چلا جائے۔ پس وہ کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کی نعمتوں کی ناقدری کرنے والے اور اس کے فضلوں کے دروازوں کو بند کرنے والے پھر بھی اس کے انعامات سے حصہ پائیں۔ پس پہلوں نے تلخ تجربہ کیا ہے اور جنہوں نے خدا کی نعمتوں کو رد کیا وہ بھی رد کر دیئے گئے۔ میں تمہیں ہوشیار کرتا ہوں کہ خدا کی نعمتوں کی قدر کرو خدا کے فضلوں کے دروازوں کو اپنے پر بند نہ کرو۔ مت سمجھو کہ تم میں کوئی نہیں جو خدا کی نعمتوں کی ناقدری کرتا ہو تم میں بعض ہیں جو خدا کی نعمتوں اور اس کے فضلوں کی قدر نہیں کرتے۔ جو ایسا کرتے ہیں وہ یاد رکھیں کہ اگر وہ باز نہیں آئیں گے تو ان پر ہمیشہ ہمیش کے لئے خدا کے فضلوں کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ افسوس ان پر جو خدا کے فضلوں کے ان دروازوں کو بند کریں جو خدا کھولنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ تم پر اور مجھ پر رحم فرمائے اور ہمیں ان لوگوں سے نہ بنائے جو اس کی نعمتوں اور فضلوں کو رد کر کے ہمیشہ کے عذاب میں پڑ گئے۔ بلکہ اپنے فضلوں کے جذب کرنیکی توفیق بخشے۔ آمین۔

شیعہ باش ہرچہ خواہی کن

قرآن کریم میں جہاں یہ ارشاد ہے آمنوا کہ ایمان لاؤ وہیں یہ بھی حکم ہے وعملوا الصلحت کہ عمل صالح کرو۔ اور بہشت کی خوشخبری انہیں لوگوں کو دی گئی ہے جن میں یہ دونوں باتیں پائی جائیں۔ چنانچہ خداتعالیٰ فرماتا ہے وبشر الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھر (۲-۲۳) کہ خوشخبری ہو ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے کہ ان کے لئے جنت ہیں کہ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ پھر فرماتا ہے والذین اٰمنوا وعملوا الصلحت اولٰئک اصحاب الجنۃ کہ جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے وہی بہشت میں داخل ہونگے۔

غرض قرآن کریم میں ہر جگہ ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کو لازمی طور پر رکھا ہے۔ مگر شیعہ مذہب کی عجیب حالت ہے اس میں تعلیم دیجاتی ہے کہ خواہ کوئی شخص کبیرہ سے کبیرہ گناہ بھی کرے صرف "شیعہ" ہونے کی وجہ سے اسکی نجات ہوگی چنانچہ شیعوں کا ایک اخبار اثنا عشری جو دہلی سے شائع ہوتا ہے "وصایائے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام" کے عنوان سے اپنے یکم مارچ کے پرچہ میں لکھتا ہے۔ کہ عمر ابن یزید سے روایت ہے۔ کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت صادق علیہ السلام سے عرض کی۔ میں نے آپ سے سنا ہے کہ ہمارے سب شیعہ بہشتی ہیں چاہے انہوں نے کچھ کیا ہو۔ فرمایا میں نے تجھ سے سچ کہا ہے۔ واللہ یہ سب بہشتی ہیں چاہے انہوں نے کچھ کیا ہو۔ عرض کی فدایت شوم گناہ کبیرہ بہت ہیں۔ فرمایا کہ بروز قیامت تم سب کو بہشت میں لیجائیں گے شفاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ کے ساتھ جو شافع عالمیان ہیں یا آئمہ کی اطاعت کی ہی یا شفاعت وصی نبی کے ساتھ" ان الفاظ کو اسلام کی تعلیم کی رو سے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ قرآن کریم کے بالکل خلاف ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں قرآن شریف نے جس جگہ ایمان لانیکا حکم دیا ہے یا جہاں مومنوں کا ذکر فرمایا ہے وہیں عمل صالح کے متعلق بھی ارشاد موجود ہے۔ لیکن اس قول میں جو جناب امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ مدار نجات صرف شیعہ کہلانے پر رکھا گیا ہے۔ خواہ وہ شیعہ کہلانیوالے صغائر سے گذر کر کبائر کے ہی مرتکب کیوں نہ ہوں۔ پھر شفاعت کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ بھی تعلیم اسلام کے صریح خلاف ہے۔ کیونکہ اگر شفاعت کے ذریعہ ہر ایک شیعہ خواہ وہ کتنا ہی گناہوں میں گرفتار ہو بہشت میں داخل ہو جائیگا تو معلوم ہوا کہ شیعوں کو اعمال صالحہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ کیا اخبار اثنا عشری اپنی اس تعلیم کی تصدیق قرآن کریم سے کرا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

انگلستان میں تبلیغ اسلام

پانچ اور نو مسلم

اللہ ہی کارساز ہے گذشتہ دو ماہ کچھ انفلوئنزا کی تیاری میں گذرے اور کچھ علالت طبع میں۔ برادرم قاضی صاحب نزلہ زکام سے بیمار ہو گئے۔ کئی دن بستر پر گذر کر پھر تبدیل ہوا کے واسطے بورن متھ کنارہ سمندر پر چلے گئے۔ دو ہفتہ وہاں رہے۔ عاجز بھی کھانسی زکام سے تکلیف میں رہا۔ اب بھی پورے طور پر آرام نہیں۔ یہ نزلہ زکام تو شاید اس ملک کا لازمہ ہی ہے۔ کوئی دن خالی نہیں ہوتا۔ گرمی ہو یا سردی ایسی حالت میں کام کیا ہو سکتا ہے۔ لیکچروں کا سلسلہ بند ہی رہا۔ اتفاقی طور پر کوئی موقعہ تبلیغ کا بن گیا۔ تو کچھ ہو گیا ورنہ خیر اصل بات یہ ہے۔ کہ نتائج کا نکلنا ہمارے کام پر منحصر نہیں وہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم۔ رحم۔ حلم و بخشش۔ پردہ پوشی اور غریب نوازی پر منحصر ہے۔ اس واسطے باوجود ایسی حالت کے بھی ہم اس قابل ہیں کہ اس رپورٹ میں چار اور نو مسلموں کی خبر احباب کرام کو لکھ سکیں۔

وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم۔

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

ھو نعم المولیٰ ونعم النصیر ونعم الوکیل

چار نو مسلم (۱) ایک معزز لیڈی بنام مس بروز جس کے ساتھ ایک عرصہ سے سلسلہ خط و کتابت تھا۔ اور گاہے ملاقات کے واسطے آیا کرتی تھی دین اسلام کی صداقت کی قائل ہو کر سلسلہ حقہ میں داخل ہوئی اسلامی نام نفیسہ رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل اس پر ہو۔

(۲) محلہ ایسٹ اینڈ واقعہ لنڈن میں ڈاکٹر عبدالمجید صاحب بیرسٹرایٹ لا نواب جنگ بہادر۔ مسٹر اے ڈی کار و دیگر معززین کی کوشش سے ایک اسلامی جلسہ ہوا جس میں کئی صاحبان نے تائید اسلام میں تقریریں کیں۔ حاضرین کی درخواست پر عاجز نے ایک تقریر درود شریف کے برکات پر اور اس کی عملی محبت پر اور اشاعت اسلام پر عربی میں کی اور یہی تقریر حاضرین کے اصرار پر اردو اور انگریزی میں بھی کی گئی۔ اسی مجمع میں تقریر کے بعد دو معزز لیڈیاں عاجز کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئیں ایک کا نام مس ڈیمس تھا۔ اسلامی نام مریم رکھا گیا

(۳) دوسری کا انگریزی نام مس ٹاسنکر تھا۔ اسلامی نام سعیدہ رکھا گیا۔

(۴) ایک ہندی نوجوان مسٹر سنہا جو یہاں طالبعلم ہیں بعض مسلمانوں کے زیر اثر اسلام کے قریب تھے۔ عاجز سے ملنے آئے اور مشرف باسلام ہوئے اسلامی نام محمد خاں رکھا گیا۔ فالحمد للہ ثم الحمد للہ

پادری پول صاحب کی درخواست لنڈن کے ایک مشہور پادری پول صاحب ہیں۔ خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی اپنی بعض رپورٹوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے عاجز سے درخواست کی ہے۔ کہ میں ان کے ہاں حضرت نبی اللہ احمد علیہ الصلوۃ والسلام کے دعوے اور دلائل پر ایک لیکچر دوں۔ میں نے اس کو منظور کر لیا ہے۔

قبر مسیح پر لیکچر ایسا ہی ایک معزز علم دوست آدمی نے جن کے ساتھ خط و کتابت ہے۔ میری چھٹی کے مطبوعہ خادم پر قبر مسیح کا نقشہ پڑھ کر درخواست کی ہے کہ اس مضمون پر میں اُن کی سوسائٹی میں لیکچر دوں۔ مگر وہ لیکچر سردی کے ایام میں چاہتے ہیں۔ اور میرے لئے سرما میں باہر جانا چنداں مشکل ہے۔ اس واسطے میں نے ان کو لکھا ہے۔ کہ آپکی دعوت شکریہ کے ساتھ قبول ہے۔ گر میری جگہ میرے بھائی قاضی عبداللہ صاحب لیکچر دیں گے۔ ایسا ہی تین لیکچروں کے واسطے انٹرنیشنل سوسائٹی نے درخواست دی ہے۔ جو انشاء اللہ ماہ مئی آئندہ میں ہونگے۔

پریزیڈنٹ ولسن امریکہ کے مشہور پریزیڈنٹ ولسن صاحب جو آجکل لنڈن آئے ہوئے ہیں۔ اس شہر میں اُن کی عزت میں لوگ سڑکوں اور بازاروں میں جوق در جوق جمع ہوتے ہیں جہاں سے وہ گذرتے ہیں چیرز اور ہرروں کے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ عاجز نے جماعت احمدیہ کی طرف سے اس ملک میں آنے پر خوش آمدید اور مبارکباد کا خط لکھدیا ہے۔

لارڈ کچنر لارڈ کچنر کی غرقابی کی تفصیل تا حال ایک حد تک نامعلوم سمجھی جاتی ہے۔ مگر اخبار مارننگ پوسٹ مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۱۸ء میں ایک مراسلت چھپی ہے جو لارڈ کچنر کے جہاز سے بچے ہوئے ایک آدمی کی زبانی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ لارڈ موصوف ۵۔ جون ۱۹۱۶ء کی شام جہاز ہمپشائر پر سوار ہوئے یہ جہاز شام کے وقت ساحل انگلستان سے روانہ ہوا۔ سمندر اس وقت نہایت ہی جوش میں تھا۔ اس واسطے چند تارپیڈو جو جہاز کی حفاظت کے واسطے ساتھ ہوئے تھے ناچار چند میل سے واپس آ گئے۔ پانچ بجے جہاز روانہ ہوا تھا آٹھ بجے ایک سخت دھماکا ہوا۔ جس سے سب روشنی بجھ گئی۔ اور تاریکی بہت تھی۔ لوگ گھبرا کر اوپر آئے جہاز اتنی جلدی غرق ہونے لگا۔ کہ کشتیاں بھی اُتاری نہ جا سکیں۔ لائف رلیفٹ پر کچھ لوگ بیٹھ کر سمندر میں بھٹکتے رہے۔ اور صبح کے قریب ایک چٹانی جگہ پر اتفاقاً پہنچے۔ جہاز پر قریباً ۸ سو آدمی تھے۔ ان میں سے ۸۰ آدمی رلیفٹوں پر بیٹھ سکے۔ ان میں سے بھی کل ۱۲۔ آدمی بچے۔ لارڈ کچنر کو کسی نے نہیں دیکھا کہ اس کا کیا حال ہوا۔ کسی زندگی کا خیال بالکل غلط ہے۔

لارڈ کچنر کی بہن کا خیال ہے۔ کہ اس کا

بھائی زندہ ہے۔ اور کسی جزیرے پر ہے۔ اور وہاں سے کبھی کوئی جہاز گذرے گا تو اُسے ساتھ لے آئیگا۔ میں نے اُس خاتون کو خط لکھا تھا کہ اگرچہ لوگ آپکے اس خیال پر ہنسی کرتے ہیں۔ مگر میں خیال کرتا ہوں۔ کہ ممکن ہے یہ درست ہو۔ مجھے آپ کے ساتھ ہمدردی ہے۔ اور ایسے واقعات پہلے بھی گذرے ہیں۔ کہ ایک شخص مردہ سمجھا گیا۔ اور دراصل وہ زندہ تھا۔ چنانچہ اس کی بڑی مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوانح میں پائی جاتی ہے۔

(اس طرح واقعہ صلیب اور قبر کشمیر کی تفصیل خط میں لکھی گئی)

موسم آجکل یہاں کے موسم کی عجیب حالت ہے۔ سردی کے سبب باہر نکلنا مشکل اندر بیٹھے ہیں۔ تو پہاڑی کوئلے کا دھواں اگرچہ چمنی میں سے اوپر کو چلا جاتا ہے۔ مگر معلوم نہیں کس طرح اس کا اثر کمرے کی اشیاء اور انسان کے تنفس پر بھی پڑتا ہے۔ اور تھوک بھی حلق سے سیاہ ہو کر نکلتا ہے۔ پھر چونکہ کمرہ گرم رہتا ہے اس واسطے کسی ضرورت کے لئے ذرا بھی باہر نکلیں تو سرد ہوا کا اثر گرم بدن پر پڑ کر فوراً زکام ہو جاتا ہے کوئی دن اس سے خالی نہیں جاتا۔ کہ کچھ نہ کچھ زکام ریزش کا اثر نہ ہو جائے۔ بعض دن تو چھینکتے چھینکتے ہوش گم ہونے لگتے ہیں۔ تھوڑا بہت کھانسی کا اثر ہر وقت رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جس سے بچاؤ ہوتا ہے۔ ورنہ ان ایام میں لنڈن کی رہائش میرے جیسے کمزور کے واسطے بہت مشکلات کا سامنا ہے۔ واللہ ھو الغفور الرحیم۔

ایک نو مسلمہ ایک اور لیڈی بنام مس نیلی ٹیکر عاجز کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی اسلامی نام نور رکھا گیا۔ اس کی درخواست بیعت بھی اسی ڈاک میں بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ روانہ کر دیتی ہے (پہنچ گئی۔ اڈیٹر)

عجائبات جراحی ایام جنگ میں

ایڈیانٹن ہسپتال میں ۲۴ ہزار سپاہیوں کا اپریشن ہوا۔ اور بعض اپریشن خصوصیت سے نئے تھے۔ ایک خاص طرز جراحی میں زخم پر کوئی پٹی نہیں باندھی جاتی۔ ایک سپاہی کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اُس کی بجائے چڑیا کی چھاتی کی ہڈی لگائی گئی۔ اور وہ ٹھیک درست ہو گئی۔ ایک شخص جو بہت ہی پژمردہ خاطر رہتا تھا اُس کے دماغ میں ایک جگہ ایک زائد ہڈی رکھنے سے وہ بہت بشاش خاطر ہو گیا ہے۔

انتخابی نتیجہ آج کل یہاں پارلیمنٹ کے ممبروں کے انتخاب پر بہت جوش ہو رہا ہے۔ مسٹر لائڈ جارج خاص امتیاز کے ساتھ دیگر پارٹیوں پر غالب آئے مسٹر اسیکوئتھ جو گذشتہ ۳۲ سال سے متواتر ممبر پارلیمنٹ چلے آتے تھے۔ اور ابتدائے تین سال جنگ میں وزیر اعظم بھی تھے۔ وزیری تو کجا ممبری سے بھی محروم ہو گئے۔ انتخاب میں اُن کے حریف اُن پر غالب آئے۔ یہ پہلا انتخاب ہے۔ جس میں عورتیں بھی ممبری کی اُمیدوار تھیں۔ اور سوائے ایک کے سب ناکام رہیں۔ جو کامیاب ہوئی اس کا نام کونٹس مارکی اے وینز ہے۔ میں نے اُسے مبارکباد کا خط لکھتے ہوئے تبلیغ کی ہے۔ اور ایک کتاب تعلیم احمد بطور تحفہ کے بھیجی ہے۔

عاجز محمد صادق عفا اللہ عنہ

یکم جنوری ۱۹۱۹ء

غیر احمدیوں کے بعض مشہور اعتراضات کا جواب

سوال - مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے۔ کہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے لفظ چراغ دین کے اعداد جو بحساب جمل ۱۲۶۸ھ ہوتے ہیں یہی تاریخ ظہور امام مہدی ہے یہ کہاں سے ثابت ہے؟

جواب نواب صدیق حسن خانصاحب نے اپنی کتاب حجج الکرامہ میں اس کو لکھا ہے۔ جس کا جی چاہے اسکو دیکھ لے۔ اصل عبارت کتاب مذکور میں یوں مرقوم ہے۔

"و گویند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی - تاریخ ظہور او در لفظ چراغ دین یافتہ دبحساب جمل عددے یک ہزار و دو صد و شصت و ہشت مے شود" صفحہ ۳۹۴

سوال - قرآن مجید میں صاف طور پر آیا ہے۔ کہ مسیح کی شکل دوسرے انسان پر ڈالی گئی اور خود مسیح آسمان پر چلے گئے تھے۔ جیسے کہ آیت ولکن شبہ لھم سے ثابت ہے۔ اس القائے شبہ سے آپ کو کیوں انکار ہے۔

اور آیہ وما صلبوہ کے ہوتے ہوئے خواہ مخواہ مسیح علیہ السلام کو کیوں صلیب پر چڑھایا جاتا تم لوگ مانتے ہو۔

جواب ولکن شبہ لھم کی جو تفسیر تم لوگ کرتے ہو کہ کسی دوسرے پر القائے شبہ ہوا اور یہی مسیح علیہ السلام کو آسمان پر چڑھانے کا تمہارا پہلا زینہ ہے۔ یہ کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں ہے ذرا اس راوی اور کتاب حدیث کا پتہ و نشان تو بتلا دو۔ اور نہ قرآن میں ہی اس شخص کا ذکر ہے جو مسیح کی شکل پر ہو گیا۔

محققین اسلام سے بھی اس عقیدہ القائے شبہ کا صاف طور پر انکار ثابت ہے۔ مثال کے طور پر حضرت ابوحیان مشہور مفسر کا قول کتب تفسیر میں موجود ہے۔

قال ابوحیان لا نعلم کیفیۃ القتل ولا من القی علیہ الشبہ ولم یصح بذلک حدیث - دیکھو تفسیر جمل حاشیہ جلالین مطبوعہ مصر صفحہ ۴۴۳ سطر ۲ چھاپہ ۱۳۱۸ھ (باقی آئندہ) (خادم حسین)

(صفحہ ۱ کا بقیہ مضمون)

کھڑے ہوں۔ اور اس کا رد کریں۔ گر میر مدثر شاہ بالکل نہ اُٹھے۔ اور اپنی جگہ ہی چپکے بیٹھے رہے۔ اس پر میں نے پھر تقریر شروع کی۔ اور ۳۵ منٹ تک تقریر کرتا رہا۔ مگر نہایت افسوس ہے کہ غیر مبایعین جو میری کرسی کے ساتھ ہی سٹیج پر بیٹھے تھے وہ بجائے خاموشی سے سننے کے برابر میری تقریر میں بولتے رہے۔ اور کئی بار مجھے کہنا پڑا کہ براہ مہربانی تھوڑی دیر کے لئے سکوت سے کام فرماویں عجیب بات ہے کہ شیخ مولا بخش صاحب سیالکوٹی۔ میاں محمد جان صاحب وزیر آبادی۔ حکیم مرہم عیسیٰ صاحب لاہوری برابر باتیں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھے تقریر چھوڑ کر ان سے گفتگو کرنا پڑتا تھا۔ لیکن میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ میری زبان سے کوئی کلمہ ایسا نہیں نکلا جس سے ان اصحاب کو کوئی تکلیف محسوس ہوئی ہو۔ مگر ان اصحاب نے سچ یہ ہے کہ تقریر میں خوب باتیں کیں۔ جزاہم اللہ۔ اگر ان سے بھی دریافت کیا جاوے تو وہ انکار نہ کریں گے۔ گو میں نے برداشت کیا۔ مگر ایک مقرر کے لئے کیسی تکلیف دہ بات ہے کہ اس کی تقریر کے دوران میں پاس بیٹھ کر کچھ آدمی نوک جھوک کی باتیں کریں۔ اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں حق کے پھیلانے کے لئے تقریر کرنے کا اتفاق ہوتا ہے۔ غرض جب میں تقریر کر چکا۔ اور جلسہ برخاست ہو چکا۔ تو میر مدثر شاہ کھڑے ہوئے میں نے دریافت کیا۔ کہ آپ کس مسئلہ پر تقریر کریں گے۔ آیا اذا ھلک قیصر والی حدیث پر یا کسی اور بات پر۔ انہوں نے کہا کہ اس حدیث پر تو میں گفتگو نہیں کرونگا۔ ہاں لا نبی بعدی پر کچھ بولوں گا۔ میں نے کہا کہ آپ کی تقریر کے لئے آپ کی درخواست کے مطابق ایک گھنٹہ وقت دیا گیا۔ وہ وقت آپ لے چکے ہیں۔ ہاں میں نے دوران تقریر میں وعدہ کیا تھا کہ اگر آپ اذا ھلک قیصر والی حدیث پر تقریر کریں۔ تو وقت دیا جاوے گا۔ اس کے لئے اب بھی میں وقت دیتا ہوں۔ مگر آپ اس پر بولنا نہیں چاہتے

اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ مگر میر مدثر شاہ نے میری بات نہ مانی اور کھڑے رہے۔ اس پر میں نے ان کے شانہ پر ہاتھ رکھا۔ جس پر وہ بہت بگڑے۔ اور بڑے جوش اور غضب سے کہا کہ مجھے ہاتھ مت لگاؤ۔ میں نے فوراً ہاتھ ہٹا لیا۔ اور زبان سے انہیں بیٹھنے کے لئے کہا۔ آخر وہ بیٹھ گئے۔ اب چونکہ مطابق پروگرام کارروائی ختم ہو گئی تھی اس لئے اور لوگ نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں نے چونکہ صبح سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ اس لئے اجلاس کے برخاست ہوتے ہی سٹیج سے نیچے اتر آیا۔ اور کھانا کھانے کے لئے گھر کی طرف گیا۔ جس وقت میں سٹیج سے اتر رہا تھا تو حکیم مرہم عیسیٰ صاحب نے مجھے کہا کہ تم نے مخلوق خدا کو گمراہ کر دیا۔ افسوس مجھے وقت نہیں دیا گیا۔ اس پر میں نے ہنسکر کہا کہ یہ تو آپ کے امیر قافلہ کی غلطی ہے۔ کہ آپ کو کھڑا نہیں کیا۔ اور میر مدثر شاہ کو کھڑا کر دیا۔ میں یہ کہکر گھر چلا گیا۔ اور جلدی سے کھانا کھا کر واپس غیر مبایعین کے قیام گاہ میں گیا۔ وہاں صرف میر مدثر شاہ صاحب اور غالباً مستری کی صاحب اور ایک دو صاحب تھے۔ جو بستر اور اسباب اٹھا کر روانہ ہونے کو تھے۔ میں نے کہا کہ گاڑی تو اب شام کو آپ کو مل نہیں سکتی۔ آپ رات یہاں سوئیں اور تین بجے سوار ہو کر صبح ۷ بجے کی گاڑی بٹالہ سے روانہ ہو جاویں۔ میر مدثر شاہ نے کہا کہ رات کے سفر میں تکلیف ہوگی بہتر یہی ہے کہ شام تک بٹالہ پہنچ جاویں۔ اور رات بٹالہ میں آرام کریں علاوہ ازیں ہم نے بگھیاں کرایہ کر لی ہیں۔ میں نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ چنانچہ میں نے ان سب سے مصافحہ کیا اور وہ روانہ ہو گئے یہانتک جسقدر باتیں میں نے لکھی ہیں وہ سب اپنے مشاہدہ کی بنا پر لکھی ہیں۔ اور اللہ شاہد ہے۔ کہ حرف بحرف صحیح اور درست ہیں۔ ہم نے غیر مبایعین کی خاطرداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔

(۱) انھیں الگ ... پر مکان میں اتارا (۲) بجز جلانے کے ... مہمانوں ... نہایت معزز مہمانوں کے ناشتہ

اور کھلانے کا انتظام آرام دہ اور پر لطف تھا۔ (۳) کسی شخص کو میں نے اجازت نہیں دی کہ وہ بحث مباحثہ کرتا (۴) جس وقت وہ جلسہ میں گئے انھیں سٹیج پر جگہ دیگئی۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں سوال و جواب کا وقت دیا جاوے۔ ہم نے کہا بہت اچھا۔ انھوں نے کہا ہم کو کم سے کم ایک گھنٹہ بولنے دیا جاوے۔ ہم نے کہا بہت بہتر۔ انھوں نے کہا میر مدثر شاہ ہماری طرف سے تقریر کرینگے۔ ہم نے کہا کوئی مضائقہ نہیں۔ انھوں نے کہا ہم تمھاری سٹیج پر تقریر کریں گے۔ ہم نے کہا لا حرج میں غیر مبایعین کے جلسہ سالانہ سنہ ۱۹۱۵ء و سنہ ۱۹۱۶ء میں شریک ہوا ہوں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ انھوں نے مجھے صرف آدھ گھنٹہ بولنے کی اجازت دی تھی۔ اور ہم جب جلسہ گاہ میں گئے۔ تو کسی نے ہمارا استقبال نہیں کیا۔ یعنی اخلاق کا تقاضہ تھا کہ ان میں سے کوئی صاحب ہمیں دیکھ کر ہمارے پاس آتے۔ سٹیج پر یا کسی اور موزوں جگہ بٹھاتے مگر ہم نے خود تلاش کر کے اپنی جگہ بنائی برخلاف اس کے ہم نے جب انھیں جلسہ گاہ میں شریک کیا تو سٹیج پر ان کے ہر فرد کو جگہ دی۔ میر مدثر شاہ کی تقریر میں ہمارا کوئی شخص نہیں بولا۔ ہاں میری تقریر میں غیر مبایعین اصحاب بولتے رہے اور اگر کوئی شخص خوف خدا چھوڑ کر انکار کر بیٹھے تو میں فرداً فرداً بتا سکتا ہوں۔ کہ میری تقریر کے فلاں حصہ میں غیر مبایعین میں سے فلاں صاحب نے یہ کہا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہماری طرف سے کس قدر احترام اور فراخدلی سے کام لیا گیا۔ گویا انھوں نے ہماری سٹیج کو اپنی سٹیج سمجھا اور اس بے تکلفی سے وہاں باتیں کرتے رہے کہ جس سے بڑھکر آزادی کا اظہار میرے خیال میں اور کوئی نہیں۔ میں جب غیر مبایعین کے جلسہ سالانہ سنہ ۱۵ء میں لاہور گیا تھا۔ تو مولوی محمد علی صاحب کی تقریر پر مجھے سوال کرنے کی اجازت تھی ... میں اور پھر جواب الجواب میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ...

متعدد مرتبہ مولوی محمد علی صاحب نے ایسے الفاظ استعمال کئے جو ہم مبایعین کا دل دکھانے والے تھے۔ مثلاً بار بار بطور طنز کہا کہ ہمارے بھولے میاں نے جواب دیا۔ ہمارے بھولے میاں کا یہ قول ہے۔ ہمارے بھولے میاں یہ کہتے ہیں غرضیکہ بھولے میاں کے الفاظ کو انھوں نے اتنی دفعہ دہرایا کہ گویا ان کا تکیہ کلام تھا۔ اسی طرح جنازہ کے مسئلہ کا جب ذکر آیا۔ تو بڑی سختی سے یہ کہا کہ میاں صاحب نے کچھ خوف خدا نہیں کیا کہ ایسے مسئلہ میں کہدیا کہ ہم مسیح موعود علیہ السلام کے اقوال متعلق جنازہ پر پھر غور کریں گے۔ اسی طرح مختلف پیراؤں میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ذکر مذمت کے رنگ میں کرتے رہے۔ اور ایسے الفاظ میں کرتے رہے۔ جو ہمارا دل دکھانے کا موجب ہوتے تھے۔ لیکن میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ حافظ صاحب کی تقریر میں کسی جگہ بھی مولوی محمد علی صاحب یا غیر مبایعین میں سے کسی معمولی سے معمولی آدمی کے متعلق بھی کوئی ایک آدھ فقرہ بھی ایسا نہیں کہا گیا جسے غیر مبایعین نے ناپسند کیا ہو۔ اسی طرح صدر جلسہ کی تقریر میں بھی ہرگز ہرگز اشارۃً یا کنایۃً کسی شخص کا بھی مذمت سے ذکر نہیں کیا گیا۔ اور یہ دعویٰ ایسا درست اور صحیح ہے۔ کہ اگر کسی کو اس سے انکار ہے۔ تو وہ ان غیر مبایعین میں سے کسی ایک سے ہی یہ شہادت دلاوے کہ ان حافظ صاحب یا صدر جلسہ نے اپنی تقریر میں فلاں لفظ سخت یا ہمارا دل دکھانے والا کہا تھا۔ لیکن یاد رکھو کہ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ۔

میں نے یہ باتیں اس لئے تفصیلاً لکھی ہیں کہ کوئی شخص غلط واقعات پیش کر کے کسی احمدی کو غلط فہمی میں نہ ڈالے۔ پس دس باتیں یاد رکھو جو جس قدر مجھ میں طاقت تھی بحکم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر مبایعین اصحاب کی خاطر مدارات میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ والعلم عند اللّٰہ

(۲) باوجود پروگرام میں سوال وجواب کے وقت کے نہ رکھے جانے کے پھر ان کی خواہش پر ان کو وقت دیا گیا۔

(۳) باوجود اس کے کہ ہمیں کبھی انھوں نے احترام سے سٹیج پر جگہ نہیں دی۔ ہم نے ان کے ہر فرد کو سٹیج پر پورے احترام سے جگہ دی۔

(۴) کسی صاحب کو اجازت نہیں دیگئی کہ وہ غیر مبایعین کے قیامگاہ پر آکر بحث مباحثہ کرے۔ بلکہ انھیں تیاری کے لئے بافراغت رکھا۔

(۵) ان کی تالیف قلب کے لئے نواب صاحب جیسے ذی احترام شخص نے ان کی دعوت کی۔ حالانکہ غیر مبایعین میں سے کسی صاحب کے بھی نواب صاحب سے مراسم ملاقات نہ تھے

(۶) میر مدثر شاہ مدعو نہ تھے۔ مگر محض برعایت خاطر مہمانان ان کی تقریر منظور کی۔

(۷) دوران تقریر میں نہ حافظ صاحب نے۔ اور نہ صدر جلسہ نے کوئی لفظ ان کے دل دکھانے والا استعمال کیا۔

(۸) باوجود میر مدثر شاہ کے غیر محتاط الفاظ کے جن کا میں اوپر ذکر کر آیا ہوں ان کو تقریر سے اشارۃً یا کنایۃً بھی روکا نہیں گیا۔

(۹) باوجود اس کے کہ میری تقریر میں غیر مبایعین اصحاب گفتگو کرتے تھے۔ اور بات بات پر بولتے تھے میں نے کوئی لفظ ایسا نہیں کہا جو انھیں برا لگے۔

(۱۰) میر مدثر شاہ کو جب میں بٹھانے لگا تو وہ سخت جوش اور غضب سے۔ اور ہاتھوں کو اس طرح ہلا کر گویا وہ حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ فرمانے لگے کہ مجھے ہاتھ مت لگاؤ۔ لیکن میں نے اس حرکت پر برا نہ مانا۔ اور ہنس کر چپ ہو رہا یہ دس باتیں ایسی ہیں جن کے متعلق میں ابھی تو حسن ظن سے کام لیکر کہتا ہوں۔ کہ کوئی غیر مبایع انکار نہیں کرسکتا۔ کیونکہ میرے نزدیک یہ ایسی صحیح اور راست باتوں پر مبنی ہیں کہ رائی برابر ایمان اور خوف خدا رکھ کر بھی انسان ان کے انکار کی جرأت نہیں کرسکتا۔ اور میں اس لئے بڑی دلیری سے ان کو پبلک میں شائع کرتا ہوں۔ کہ جیسا کہ ایک شریف انسان کے مناسب حال ہے۔ ایسا ہی ہم نے مہمانوں سے شریفانہ سلوک کیا۔ اور اگر کوئی شخص اس کے خلاف کہے تو اسے دروغ سمجھو کیونکہ وہ حق کو چھپاتا ہے۔ پس ہماری طرف سے غیر مبایعین اصحاب کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔

واللّٰہ علیٰ مانقول شہید

(سید محمد اسحاق)

کابل کے حالات

کلکتہ ۲۶ مارچ کا تار مظہر ہے کہ اخبار انگلشمین نے امیر مرحوم قتل کے مفصل واقعات اور وہ حالات جن کی بنا پر امیر مرحوم کا تیسرا فرزند تخت نشین ہوا ہے شائع کئے ہیں۔

حبیب اللّٰہ خاں جلال آباد سے ۲۶ یا ۲۷ میل آگے گئے اور ۱۷ سے ۲۰ تاریخ تک ایک چھوٹے سے مقام کلاموش میں خیمہ زن رہے۔ وہ ایک بڑے خیمہ میں سوئے جن کی حفاظت پر مختلف رجمنٹوں کے منتخب سپاہی متعین تھے امیر خیمہ کے ایک حصہ میں سو رہے تھے۔ اور دوسرے حصہ میں چار پانچ پیش خدمت لڑکے تھے جو دستور کے مطابق باری باری پہرہ دے رہے تھے صبح کے تین بجے ایک پستول کی آواز سنائی دی جو رات کی خاموشی میں گونجی اور امیر کے بھائی اور بڑے لڑکے دوڑ کر خیمہ کی طرف گئے اور دیکھا کہ امیر مردہ پڑے ہیں۔ اور ایک گولی کان سے ہوتی ہوئی سر کے ایک حصہ سے نکل گئی ہے۔ نصر اللّٰہ خاں نائب السلطنت نے امیر کی وفات کے بعد اس وقت تک کے لئے کہ کوئی نیا امیر مقرر ہو سلطنت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا امان اللّٰہ خاں اپنے باپ کی عدم موجودگی میں کابل کا گورنر تھا۔ جب اس نے اپنے باپ کی وفات کی خبر سنی

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کے لئے شائع ہوا